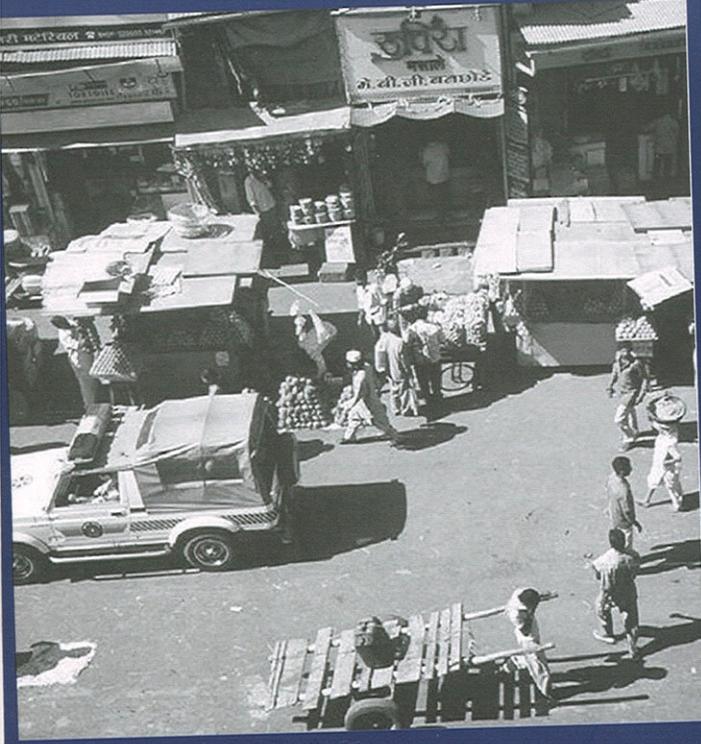


QUICK
GUIDES
FOR
POLICY
MAKERS



ایشیائی شہروں میں
غریبوں کیلئے
رہائشی سہولتوں
کی فراہمی



UN-HABITAT



United Nations
ESCAP

شہرکاری : شہری ترقی میں غریبوں کا کردار

1

اظہار تشکر

رہنما کتابچوں کے سلسلے کی سات کتابوں پر مشتمل یہ سیٹ جولائی 2005 میں تھائی لینڈ میں غریب شہری آبادی کے رہائشی مسائل کے حوالے سے استعداد کار میں اضافے (Capacity Building) کے سلسلے میں منعقدہ ایک اجلاس کی سفارشات کی روشنی میں مرتب کیا گیا۔ UNESCAP کے تحت یہ اجلاس جولائی 2005 میں تھائی لینڈ میں منعقد کیا گیا۔ اسے مشترکہ طور پر UNESCAP کے پاورٹی اینڈ ڈویلپمنٹ ڈویژن اور UN-HABITAT کی ٹریننگ اینڈ کونسلٹی بلڈنگ برانچ (TCBB) نے اقوام متحدہ کے ڈویلپمنٹ اکاؤنٹ اور ہالینڈ کی حکومت کے مالی تعاون سے علی الترتیب ”شہری معیشتوں میں غریبوں کے رہائشی مسائل“ اور ”قومی سطح پر ترقی پلینوں میں اضافہ برائے بہتر مقامی گورننس اور شہری ترقی“ کے منصوبوں کے تحت تیار کیا۔ اس اشتراک کے تحت ہر رہنما کتابچہ میں دیئے گئے مرکزی پیغام پر مشتمل پوسٹرز اور از خود سیکھنے کیلئے ایک ٹریننگ ماڈیول بھی تیار کیا گیا ہے۔

رہنما کتابچوں کی اشاعت UNESCAP کے پاورٹی اینڈ ڈویلپمنٹ ڈویژن کے جناب عدنان علیانی اور UN-HABITAT کی ٹریننگ اینڈ کونسلٹی بلڈنگ برانچ کی مقررہ ایسا جونس کے مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس کام میں جناب یاپ کیوشنگ، جناب راف ٹس اور محترمہ منالجا و بہر کا پر جوش تعاون بھی شامل حال رہا ہے۔ اس کے علاوہ مس کلیر ریسا گسٹنس، جناب جین ولین باریلو، جناب سلیمان ارگودن، جناب مولون میلے، جناب جان میوون، جناب راسموس برینت، مس لووی روز ویلس اور جناب ٹنگ زانگ نے نظر ثانی کے علاوہ اپنی تحریروں سے نوازا۔

ان کتابچوں کو ایشین کولیشن فار ہاؤسنگ رائٹس (ACHR) کے جناب تھامس۔ اے۔ کرنے ڈویلپمنٹ پلاننگ یونٹ (DPU)، یونیورسٹی کالج آف لندن کے جناب ہارمنٹاز، جناب مجل منگھی اور جناب پیٹرک ویلکی، جناب یاپ کیوشنگ، UNESCAP، جناب امن مہتا، سٹیکلیر نامت مرز کنسلٹنگ، جناب پیٹر سوان، ایشین کولیشن فار ہاؤسنگ رائٹس اور کنگ منگک انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی تھائی لینڈ کے جناب کوکین ڈیوانڈیلر کی تیار کردہ دستاویزات کی بنیاد پر تیار کیا۔

اصل دستاویزات اور دیگر مواد اس ویب سائٹ پر ملاحظہ کیا جاسکتا

www.housing-the-urban-poor.net

درج بالا تمام مشترکہ مساعی نے ان گائیڈز کی اس سیریز کو واضح شکل دینے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ ہم امید کرتے

ہیں کہ یہ سلسلہ غریب شہری آبادی کیلئے رہائشی سہولتوں میں بہتری لانے کیلئے ایشیائی پالیسی سازوں کی روزمرہ کوششوں میں شامل ہو کر اس کارخیز میں اضافے کا باعث بنے گا۔

شہر کاری۔ شہروں کی ترقی میں غریب آبادی کا کردار

- 2 شہری تمدن میں ڈھلتا ایشیا
- 3 شہر کاری اور معاشی ترقی قدم بقدم
- 4 عظیم الجثہ شہر
- 5 چھوٹے شہر اور قبضے
- 6 شہر کاری کیا ہے؟
- 7 شہروں کا جادو
- 8 نقل مکانی کرنے کی پانچ بہترین وجوہات
- 10 شہری اور دیہی غربت
- 11 ایشیا کا غیر رسمی شعبہ
- 12 شہروں میں غیر رسمی آبادیاں
- 14 کچی آبادی کیا ہے؟
- 15 کچی بستیاں، مایوسی اور امید کی آماجگاہیں
- 16 رہائشی سہولیات کی فراہمی اور شہر کاری
- 18 چار پالیسیاں جو ایشیائی شہروں میں رہائش کے مسئلے کو حل کرنے میں ناکام رہی ہیں
- 20 کئی محاذوں پر مسائل سے عہدہ برا ہونا
- 22 رہائش کاری کیلئے 7 حکمت عملیاں جو غریبوں کو بااختیار بناتی ہیں
- 24 حوالہ جات: کتابیات اور ویب سائٹس



غربت کے خلاف بین الاقوامی جنگ کا بہت زیادہ انحصار شہروں کی کارکردگی پر ہے۔ شہر معاشی و سماجی ترقی کے سلسلے میں رہنما کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ایشیا کی کسی پیداوار میں نمایاں حصہ لیتے ہیں اور توانا، ذہنی صلاحیتوں سے مالا مال اور مفید شہریوں کو اپنے دامن میں بنادیتے ہیں۔

شہر کاری۔ شہروں کی ترقی میں غریب آبادی کا کردار

پالیسی سازوں کیلئے رہنما کتابچہ نمبر 1

ایشیا میں شہر کاری کا عمل تیز تر ہونا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں شہریوں کی رہائشی ضروریات میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ شہروں میں ہر ایک کو رہائش کی مناسب سہولیات کی فراہمی ناممکن کام نہیں ہے۔ اگر ہم غریبوں کی نئی تعمیر ہونے والی بستیوں کو ایک مسئلے کے طور پر دیکھنے کی بجائے توانائی کے سرچشمے اور شہریوں کی جانب سے رہائشی سہولیات میں ایک قابل قدر حصہ بنانے کے عمل کے طور پر دیکھیں تو رہائش کے سنگین مسائل پر قابو پانا ہرگز مشکل نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہم غریبوں کو کسی کے خیالات عالیہ کے مرہون منت کے طور پر دیکھنے کی بجائے ان کی اپنی ترقی کے عمل میں مرکزی کردار کے حامل کے طور پر دیکھنا شروع کر دیں تو بھی یہ کام ممکن ہو سکتا ہے۔

شہروں میں آبادی کے بہت بڑے حصے کیلئے مناسب رہائشی سہولیات کی کمی کے ذمہ دار بہت سے عوامل ہیں۔ زیر نظر کتابچے میں شہر کاری کے عمل میں چند مروجہ رجحانات مثلاً شہری و دیہی آبادی کی نقل مکانی، اس نقل مکانی کو محدود کیلئے ماضی میں کی جانے والی کوششوں اور شہر کاری اور غربت کے درمیان تعلق کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کتابچے میں شہروں کے پھیلاؤ کے تناظر میں سستی رہائشی سہولتوں کی حالت زار پر بھی نظر دوڑائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ رہائش اور زمین کے بارے میں بنائی جانے والی پالیسیوں اور پروگراموں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان میں وہ بھی ہیں جن کی وجہ سے صورتحال میں ابتری پیدا ہوئی ہے اور وہ بھی جو ان معاملات میں بہتری لانے کیلئے نئی سمت اور نئے امکانات کا راستہ دکھاتے ہیں۔

زیر نظر کتابچے کو ماہرین کے استفادے کیلئے نہیں بلکہ ایسے قومی اور مقامی سطح کے سرکاری اہلکاروں اور پالیسی سازوں کی استعداد کار میں اضافے کو پیش نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے جو سستی رہائش کے معاملات کے بارے میں اپنی معلومات اور سوچہ بوجھ کو بڑھانے کے خواہش مند ہوں۔

بڑے شہر، روشنی کا سرچشمہ: ہماری دنیا شہروں کی دنیا بن چکی ہے۔ اس وجہ سے بھی کہ دنیا میں شہری آبادی کی تعداد دیہات میں بسنے والی کل آبادی سے تجاوز کر چکی ہے۔ 2025 تک ایشیا بھی اس اہم سنگ میل کو چھو لے گا۔ یہاں رہنمائات میں بھی کیسانیت ہے، مسائل بھی ایک سے ہیں اور شہروں کے دل بھی ایک ہی تال پر دھڑکتے ہیں۔



شہری تمدن میں ڈھلتا ایشیا

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایشیائی ملکوں کی ترقی کے ساتھ ساتھ شہر کاری کا حجم بھی بڑھتا جائے گا۔ اقوام متحدہ کے اندازوں کے مطابق 2005 اور 2010 کے درمیان ایشیا میں شہروں کے پھیلاؤ کا عمل سالانہ 2.5 فیصد کی شرح سے بڑھے گا۔ اس تناسب سے سال 2025 تک ایشیا کی کل آبادی کا نصف شہروں میں آباد ہوگا اور 2030 تک توقع ہے کہ ایشیا کی 54.5 فیصد آبادی شہری ماحول کے سانچے میں ڈھل چکی ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 2030 تک دنیا بھر میں شہروں میں آباد انسانوں میں سے ہر دوسرا انسان ایشیائی ہوگا۔

گذشتہ پانچ دہائیوں میں ایشیا نے چند بہت بڑی جغرافیائی تبدیلیاں دیکھی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی ڈرامائی تبدیلی لوگوں کی دیہات سے شہروں کی جانب نقل مکانی ہے۔ ایشیائی شہروں اور قصبوں میں رہنے والی آبادی کا تناسب ملک کی کل آبادی کے مقابلے میں تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ 1950 میں تقریباً 23.2 ملین لوگ شہروں میں رہتے تھے جو ایشیا کی کل آبادی کا 17 فیصد بنتے ہیں۔ 2005 میں ایشیا کی شہری آبادی کی تعداد بڑھ کر ایک ارب چھ کروڑ نفوس تک پہنچ چکی ہے جو خطے کی کل آبادی کا 40 فیصد ہے۔

Urbanization in Asia (1950-2025)

	Level of urbanization (% population living in cities)				Urban growth rate (% growth per year)	
	1950	1975	2000	2025	1950-1955	2000-2005
Asia (overall)	16.8	24.0	37.1	51.1	3.57	2.61
Japan	34.9	56.8	65.2	71.7	3.62	0.36
Korea	21.4	48.0	79.6	85.2	1.79	1.03
Cambodia	10.2	10.3	16.9	33.2	2.24	5.06
Lao PDR	7.2	11.1	18.9	30.6	2.98	4.10
Nepal	2.7	4.8	13.4	27.2	4.12	5.29

Source: United Nations, World Urbanization Prospects: The 2005 Revision

شہرکاری اور معاشی ترقی قدم قدم

شہروں کا پھیلاؤ معیشت کے پھیلاؤ کی بنیاد

عمومی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ کسی ملک کی معیشت جتنی تیزی سے ترقی کرے گی شہروں کے پھیلاؤ کی رفتار بھی اتنی ہی تیز ہوگی۔ مشرقی ایشیا میں 70 فیصد جی ڈی پی شہری علاقوں کا مرہون منت ہے۔ فلپائن میں شہری علاقے مجموعی قومی پیداوار (GNP) کے 75 سے 80 فیصد اور کل اقتصادی ترقی کے 80 فیصد کے حصہ دار ہیں۔ ویتنام کے شہری علاقے ملک کی اقتصادی ترقی کے 70 فیصد کے حصہ دار ہیں۔ جنوبی ایشیا میں بھارت کی کل جی ڈی پی کا پچھتا حصہ صرف ممبئی شہر سے حاصل ہوتا ہے۔

صنعت اور خدمات کے شعبے عام طور پر شہری علاقوں میں واقع ہوتے ہیں جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

- ☆ مطلوبہ مواد کی آسانی سے دستیابی
- مثلاً میٹرل، لیبر، انفراسٹرکچر، ٹرانسپورٹ اور خدمات۔
- ☆ خریداروں کی بہت بڑی تعداد میں موجودگی
- یعنی منڈی کی موجودگی۔

☆ ٹیٹ ورکنگ کے وسیع تر مواقع

اور معلومات کا تیز رفتار تبادلہ

☆ انتظامی اداروں کا قریب ہونا

جو کاروباری سرگرمیوں کیلئے ضابطے وضع کرتے ہیں

☆ زیادہ بڑی اور امکانات سے بھرپور معیشتوں تک رسائی

حالیگبریت، شہرکاری اور سیاسی و سماجی عوامل نے شہروں اور ان

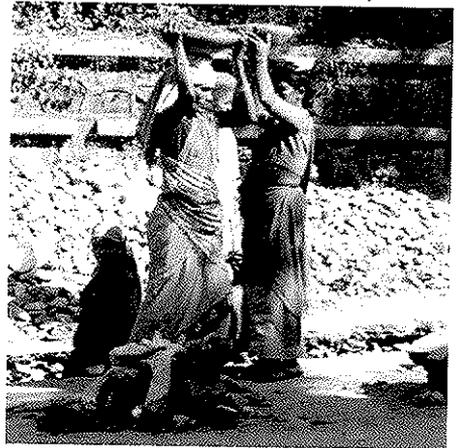
کے گرد موجود نیم شہری علاقوں کے درمیان موثر اقتصادی

رابطوں کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

سماجی اور معاشی طور پر ایشیا کے دو سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک جاپان اور جنوبی کوریا سب سے زیادہ شہری تمدن کے حامل ہیں۔ 2005 میں جاپان کی تقریباً 66 فیصد آبادی شہروں میں رہتی تھی جبکہ جنوبی کوریا کی تقریباً 81 فیصد آبادی شہروں میں زندگی بسر کر رہی تھی۔

دوسری جانب ایشیا کے سب سے کم ترقی یافتہ ممالک ڈرامائی طور پر کم شہرکاری کے حامل ہیں۔ 2005 میں نیپال کی صرف 15.8 فیصد آبادی شہروں میں رہتی تھی جبکہ کمبوڈیا کی 19.7 فیصد اور لاؤ پی ڈی آر کی 20.6 فیصد آبادی شہروں اور قصبوں میں مقیم تھی۔

آج ان ملکوں میں شہرکاری کا لیول کم ہو سکتا ہے لیکن شہرکاری کا عمل ایشیا کی مجموعی شرح سے بھی زیادہ تیزی سے جاری ہے جب کہ 2005 سے 2010 کے درمیانی عرصے میں ایشیا کی شہری آبادی میں مجموعی طور پر اضافے کی شرح 2.6 فیصد سالانہ تھی، نیپال، کمبوڈیا اور لاؤ پی آر ڈی میں یہ شرح دوگنا سے بھی زیادہ رہی (اس عرصے کے دوران نیپال کی 2.6 فیصد، کمبوڈیا کی 5 فیصد اور لاؤ پی آر ڈی کی 4.1 فیصد سالانہ رہی)۔



رہنما کتابچہ 1: شہرکاری

عظیم الشان شہر:

ایشیا میں بڑے شہروں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے

پچاس لاکھ سے زیادہ آبادی کے حامل ایشیائی شہر

1950 میں (آبادی بلین میں)

11.28

ٹوکیو

6.07

شنگھائی

1975 میں

26.28

ٹوکیو

9.84

اوسا کا-کو بے

7.89

کولکتہ

7.33

شنگھائی

7.08

ممبئی

6.18

سیدل

6.03

بیجنگ

2005 میں

35.20

ٹوکیو

18.20

ممبئی

15.05

دہلی

14.50

شنگھائی

14.28

کولکتہ

13.22

جکارتہ

12.43

ڈھاکہ

11.61

کراچی

11.27

اوسا کا-کو بے

1950 تک دنیا میں پچاس لاکھ یا اس سے زیادہ آبادی کے حامل شہروں کی تعداد صرف آٹھ تھی۔ ان میں سے دو شہر ایشیا میں واقع تھے جن میں ایک ٹوکیو تھا جس کی آبادی ایک کروڑ تیرہ لاکھ نفوس پر مشتمل تھی جبکہ دوسرا شہر شنگھائی تھا جس میں ساٹھ لاکھ انسان بستے تھے۔ 2005 تک دنیا میں پچاس لاکھ یا اس سے زیادہ آبادی کے حامل شہروں کی تعداد 50 ہو چکی تھی۔ اس مرتبہ ان میں سے 28 شہروں کا تعلق ایشیا سے تھا۔ ان میں سب سے بڑے شہر کے طور پر ٹوکیو سرفہرست ہے جس کی آبادی بڑھ کر تین کروڑ 52 لاکھ نفوس پر مشتمل ہو چکی ہے۔ اقوام متحدہ کی پیش گوئی کے مطابق 2015 تک دنیا میں عظیم الجذہ شہروں کی تعداد 61 تک پہنچ جائے گی جن میں سے 32 شہروں کا تعلق ایشیا سے ہوگا۔ اس وقت تک ٹوکیو تین کروڑ 62 لاکھ، ممبئی دو کروڑ 26 لاکھ اور دہلی دو کروڑ نو لاکھ آبادی کے ساتھ متوقع طور پر پہلے تین شہروں میں شامل ہوں گے۔

یہ عظیم الشان شہر "City Region" کے طور پر نئی شہری منصوبہ بندی اور انتظام و انصرام کا تقاضا کرتے ہیں۔ اکثر بڑے شہروں کی گورننس لامرکزیت کی حامل ہے جس کے تحت شہر کے مختلف علاقوں کا نظم و نسق چلانے کیلئے زیادہ تعداد میں بلدیاتی ادارے موجود ہیں۔ یہ چیز ان بلدیاتی اداروں کے درمیان زیادہ بہتر اشتراک کار، زیادہ تعداد میں پمپلی سطحوں پر انتظام و انصرام کی سہولت، سول سوسائٹی کی زیادہ پر جوش شرکت اور شہر کے مختلف علاقوں کو زیادہ خود مختاری دینے کا تقاضا کرتی ہے۔

پرائمیٹ سٹی

جدید اصطلاح میں پرائمیٹ سٹی (Primate Cities) کسی ملک کے ایسے واحد شہر کو کہتے ہیں جو بالعموم دار الحکومت ہوتا ہے اور اس ملک کے دوسرے شہروں کی نسبت بہت زیادہ گنجان آباد اور سیاسی، مالی اور اقتصادی طور پر بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ زیادہ تر ملکوں میں پرائمیٹ سٹی دوسرے سب سے بڑے شہر کی نسبت آبادی کے لحاظ سے دو گنا بڑا ہوتا ہے۔ ایشیا میں سیول، بنگاک، الان باتار، نوم پین، اور کابل اس کی مثال ہیں۔ دوسرے جانب انڈیا کی مثال ایک ایسے ملک کی ہے جس میں کوئی پرائمیٹ سٹی نہیں ہے۔ تاہم یہاں کئی بہت بڑے اور گنجان آباد شہر موجود ہیں جن میں ممبئی، دہلی، کولکتہ، اور چنائی شامل ہیں۔ پرائمیٹ شہروں کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ان میں ترقی ناہموار ہوتی ہے جس کی وجہ سے صرف اسی ایک شہر کی جانب دیہی اور شہری علاقوں سے نقل مکانی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

10.72	بیجنگ
10.69	میٹرونیلا
9.65	سیول
8.43	گونزو
7.09	دوہان
7.04	ہانگ کانگ
7.04	تین جن
6.92	چنائی
6.59	بنگاک
6.46	بنگلور
6.36	چانگ کنگ
6.29	لاہور
6.11	حیدرآباد دکن
5.12	احمدآباد
5.07	ہوچی من سٹی

ایشیا کی تقریباً نصف آبادی (49.6%) پانچ لاکھ سے کم آبادی کے حامل نسبتاً چھوٹے شہروں میں رہتی ہے۔ 2015 تک ایشیا کے 37 شہروں کی آبادی ایک سے پانچ لاکھ نفوس پر مشتمل ہوگی۔



چھوٹے شہر اور قصبے

چھوٹے شہر میں سرمایہ کاری انہیں نقل مکانی کرنے والوں اور سرمایہ کاروں کیلئے زیادہ پرکشش بنا سکتی ہے

ایشیا میں کون کہاں رہتا ہے؟

شہری علاقوں کا سائز (ملین میں)	آبادی (ملین میں)	فیصد %
10 سے زیادہ	167	10.8
5-10	118	7.6
1-5	356	22.9
0.5-1	160	10.3
0.5 سے کم	751	48.4
کل شہری آبادی	1,553	100
دیکھیں (تمام دہائی علاقہ)	2,352	
کل (شہری و دیہی)	3,950	

بڑے شہر ترقیاتی سرمایہ کاری، توانائی اور تخلیقیت کا بہت بڑا حصہ اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ دوسری جانب اعداد و شمار ہمیں واضح طور پر بتاتے ہیں کہ ایشیا کی شہری آبادی کا بہت بڑا حصہ عظیم الجثہ شہروں میں رہنے کی بجائے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں آباد ہے۔ 2005 میں ایشیا کی کل شہری آبادی ڈیڑھ ارب افراد پر مشتمل تھی تاہم ایک کروڑ یا اس سے زیادہ آبادی کے حامل شہروں میں رہائش پذیر افراد کی تعداد صرف 10.8 فیصد تھی اور محض 7.6 فیصد افراد پچاس لاکھ سے ایک کروڑ آبادی کے حامل شہروں میں آباد تھے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ منصوبہ بندی کرتے وقت نہ صرف بہت بڑے شہروں پر توجہ دی جائے بلکہ ان چھوٹے شہروں اور قصبوں کو بھی پوری بہمت دی جائے جہاں درحقیقت انسانوں کی زیادہ بڑی تعداد آباد ہے۔ حکومتیں بہت بڑے اور پرانے شہروں سے نقل مکانی کا دباؤ کم کرنے کیلئے جو ایک کام کر سکتی ہیں وہ یہ ہے کہ نسبتاً چھوٹے شہروں اور قصبوں کو ترقی دینے کیلئے اپنے وسائل استعمال کریں۔ اس کے بعد یہ چھوٹے شہر اور قصبے بھی ملازمت کے مواقع فراہم کرنا شروع کر دیں گے جس کی وجہ سے عظیم الجثہ شہروں کی جانب نقل مکانی کرنے والوں کیلئے یہ شہر متبادل پڑاؤ کی حیثیت اختیار کر لیں گے۔

حکومتیں نسبتاً چھوٹے شہروں اور قصبوں میں صنعتی زون قائم کر کے اور یہاں ٹیکس کی چھوٹ دے کر ان میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی بھی کر سکتی ہیں۔ تاہم معاشی عدم ارتکاز کی حامل ایسی پالیسیوں کو تقبیل دینا بہر حال اتنا آسان نہیں ہے۔ مختلف معاشی شعبوں میں نمو پذیری کی صلاحیت، انفراسٹرکچر کی دستیابی اور خدمات مثلاً ہندو گاہیں، انٹرپورٹ، شاہراہات اور ریلوے لائن کی فراہمی پر اس کا بہت زیادہ انحصار ہے۔ اس کے علاوہ سرمایہ کاروں کے پاس عظیم الجثہ شہروں کی بجائے جہاں انفراسٹرکچر اور قومی حکومتوں کا فیصلہ ساز ڈھانچہ پہلے سے موجود ہوتا ہے، ان نسبتاً چھوٹے شہروں میں اپنا کاروبار چلانے یا فیکٹری لگانے کی معقول وجوہات کا ہونا ضروری ہے۔

رہنما کتابچہ 1: شہر کاری

شہر کاری کیا ہے؟

مختلف ملکوں کے درمیان لفظ ”شہری“ کی تعریف میں اختلاف

شہر کاری کی تعریف کسی خاص آبادی کے مرکز میں آباد شہریوں کی کل تعداد، دستیاب معاشی سرگرمیوں کی نوعیت (زرعی سرگرمیاں ہیں یا نہیں)، انفراسٹرکچر کا معیار (سڑکیں، سٹریٹ لائٹس، فراہمی آب) یا اس جگہ کی نوعیت (انتظامی مرکز) پر منحصر ہو سکتی ہے۔ چونکہ مختلف جگہ پر تعریف مختلف ہو سکتی ہے لہذا مختلف ملکوں میں شہر کاری کے لیول کا موازنہ کرنا آسان نہیں ہے۔ حکومتیں بھی گاہے گاہے دیہی آبادیوں اور نیم شہری علاقوں کو شہری علاقوں کے حوالے سے درجہ بندی کرتی رہتی ہیں۔ اس کی وجہ سے کسی ملک

کی شہری آبادی کی تعداد بیک جنبش قلم کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب لوگوں کی اقتصادی سرگرمیوں میں تبدیلی یا شہری طرز کے انفراسٹرکچر کی زیادہ تعمیر اور بنیادی خدمات کی فراہمی کی وجہ سے دیہات شہری خصوصیات کو اپناتے ہیں۔ یہ اس وقت بھی ہوتا ہے جب زرعی اراضی کو صنعتی اور رہائشی ضروریات کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی حیثیت ایسی شہری زمین کی ہو جاتی ہے جو میونسپل حدود سے باہر ہو۔



لفظ ”شہری“ کی تعریف

اقوام متحدہ کی جانب سے شہری علاقے (Urban Agglomeration) کی تعریف کے مطابق یہ ایک ایسا تعمیر شدہ یا گنجان آباد علاقہ ہے جو ایک باقاعدہ شہر، اس کے نواحی علاقوں اور قریب ہی آباد ایسے علاقوں پر مشتمل ہو جہاں سے لوگوں کی وہاں مسلسل آمد و رفت رہتی ہو۔ یہ ایک میٹرو پولیٹن علاقہ سے بڑا یا چھوٹا ہو سکتا ہے۔ یہ ایک باقاعدہ شہر اور اس کے نواحی علاقوں یا گنجان آبادانہ ملحقہ علاقے پر مشتمل بھی ہو سکتا ہے۔ ایک میٹرو پولیٹن علاقہ ایسے رسمی مقامی حکومت کے علاقوں کا مجموعہ ہے جو عموماً تمام تر شہری علاقے اور قریب کے ایسے علاقوں پر مشتمل ہو جہاں سے لوگوں کی وہاں باقاعدہ آمد و رفت روزمرہ کا معمول ہو۔ باقاعدہ شہر ایک واحد سیاسی دائرہ اختیار کا حامل علاقہ ہے جس کے اندر ایک قدیم شہری مرکز واقع ہو۔ تاہم دنیا بھر میں مختلف ملکوں کا تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومتیں لفظ ”شہری“ کی تعریف کرتے وقت مختلف معیارات اور طریقہ کار کو مد نظر رکھتی ہیں۔

ہیں۔ 83 ممالک اسے دیہی اور شہری کے درمیان تفریق کے اپنے واحد طریقے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

☆ دنیا کے 100 ممالک آبادی کے سائز یا اس کے گنجان ہونے کو معیار بناتے ہوئے شہروں کی تعریف کرتے ہیں جس کے مطابق ان میں انسانوں کی کم از کم موجودگی 200 سے 50 ہزار کے درمیان ہو۔ 50 ممالک اسے واحد شہری معیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

☆ 25 ممالک معاشی خصوصیات کو اگر بنیادی شرط نہیں تو ایک خاص اہمیت کی حامل ضروری قرار دیتے ہیں اور شہر کی تعریف کرتے ہوئے خاص طور پر غیر زرعی سرگرمیوں میں مشغول افرادی قوت کے تناسب کو اہمیت دیتے ہیں۔

☆ 18 ممالک شہری انفراسٹرکچر بشمول پینہ گلیوں، فراہمی آب، نکاسی آب اور بجلی کے نظاموں کی موجودگی کو اپنی تعریف میں مرکزی اہمیت دیتے ہیں۔

☆ دنیا کے 105 ملک اپنے ڈیٹا کی بنیاد انتظامی معیار پر رکھتے ہوئے اسے ریاست، صوبائی دارالحکومتوں، بلدیاتی اداروں یا دیگر مقامی دائرہ اختیار کی حدود تک محدود رکھتی



اس سے فرق نہیں پڑتا کہ آپ علاقوں کی کیا تعریف کرتے ہیں یا آپ کس طرح کسی علاقے کے شہری ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ شہر وہاں ہیں جہاں ترقی اور اضافہ ہے اور شہر وہاں ہیں جہاں زندگی کی شاہراہ مستقبل کی جانب موڑ مڑتی ہے۔

شہروں کا جادو

شہر کاری کے تین ممکنہ طریقے ہیں:

تاہم اس عمل میں اس کا نہایت اہم کردار ضرور ہے۔ ایشیا کے خطے میں بہت سے شہروں میں دیہی سے شہری علاقوں میں بڑی تعداد میں نئے مکانات کا وجود میں آنا دیہی سے شہری علاقوں کی جانب نقل مکانی کی بجائے نئی جگی آبادیوں اور غیر قانونی بستیوں کی تعمیر کی وجہ سے ہے۔

☆ آبادی میں فطری اضافے کے ذریعے

☆ دیہات سے شہروں کی جانب نقل مکانی کے ذریعے

☆ دیہی علاقوں کی شہری علاقوں کے طور پر ازسرنو

درجہ بندی کے ذریعے

☆ لوگ محض دیہی سے شہری علاقوں کی جانب ہی نقل مکانی نہیں کرتے بلکہ وہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھی آباد کاری کرتے ہیں۔

☆ نقل مکانی کرنے والے کچھ لوگ مستقل طور پر آباد ہوتے ہیں جبکہ کچھ لوگ کسی ایک جگہ یا چند برسوں کیلئے عارضی طور پر نقل مکانی کرتے ہیں اور بعد میں اپنے دیہات میں واپس آجاتے ہیں۔

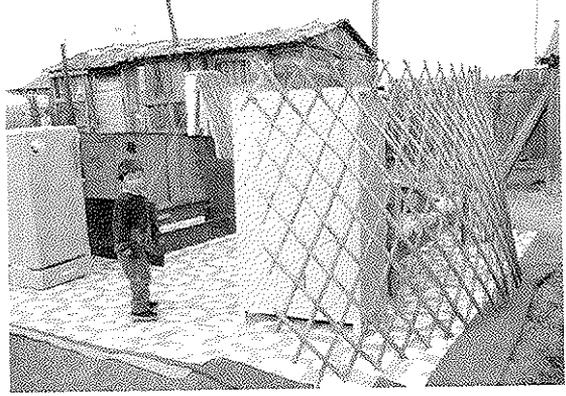
☆ کچھ آباد کار غیر شادی شدہ ہوتے ہیں اور تنہا نقل مکانی کرتے ہیں۔ کچھ شادی شدہ ہوتے ہیں لیکن اپنے خاندانوں کو پیچھے چھوڑ آتے ہیں جبکہ کچھ لوگ اپنے بیوی بچوں اور والدین کو اپنے ساتھ لے کر نئے علاقوں میں آباد ہوتے ہیں۔

☆ چند ملکوں میں زیادہ تر مرد نقل مکانی کرتے ہیں جبکہ کچھ دیگر مقامات پر نقل مکانی کرنے والوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

ان مختلف اقسام کی نقل مکانیوں پر توجہ دینی ضروری ہے کیونکہ ان کی وجہ سے امریکائی طور مختلف اقسام کی رہائشی ضروریات وجود میں آتی ہیں۔

1950 سے 1955 کی درمیانی مدت میں ایشیا میں آبادی میں اضافے کی مجموعی سالانہ شرح 1.95 فیصد تھی۔ 2000 اور 2005 کی مدت تک اضافے کی یہ شرح بتدریج کم ہو کر 1.25 فیصد سالانہ رہی۔ تاہم ان دونوں مدتوں کے دوران شہری علاقوں میں اضافے کی سالانہ شرح علی الترتیب 3.74 فیصد (1950-55) اور 2.67 فیصد (2005-2000) رہی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شہری آبادی میں تقریباً نصف اضافے کا سبب شہروں میں آبادی کا فطری اضافہ تھا۔ شہری آبادی میں باقی ہونے والے اضافے کی وجوہات میں دیہی سے شہری علاقوں میں نقل مکانی اور پہلے دیہی قرار دیئے جانے والے علاقوں کی شہری علاقوں کے طور پر ازسرنو درجہ بندی شامل ہیں۔ دوسرے الفاظ میں دیہی سے شہری علاقوں کی جانب نقل مکانی شہر کاری کی واحد وجہ نہیں ہے

(کیشن تصویر: شہر کی جانب نقل مکانی اب کوئی ڈرا دینے والی ایسی مہم جوئی نہیں رہی جو ان سے ایک یادو نسلیں پیلے کے لوگوں کا دل دہلایا کرتی تھی۔ اب ایشیا کے دور دراز دیہات میں بھی لوگ امریکی ٹی وی چینلوں سے نشر کر کے طور پر دکھائے جانے والے ٹی وی شوز دیکھتے ہیں۔ شہر میں ان کا کم از کم کوئی ایک رشتہ دار یا دوست کام کے سلسلے میں مقیم ہوتا ہے۔ یوں وہ شہر میں آباد ہونے کے فوائد اور نقصانات سے اچھی طرح آگاہ ہوتے ہیں)



نقل مکانی کرنے کی پانچ بہترین وجوہات

جب لوگ شہروں کی جانب نقل مکانی کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو اس فیصلے کی بنیاد کافی معلومات پر رکھی جاتی ہے

اپنی طرف کھینچنے اور پرے دھکیلنے والی قوتیں:

1

لوگ اس لیے نقل مکانی کرتے ہیں کہ انہیں ان کی آبائی جگہ سے دھکیلا جا رہا ہوتا ہے یا اس لیے کہ انہیں نئی منزلیں اپنی جانب پکارتی ہیں۔ بالخصوص اوقات اپنی طرف کھینچنے اور دور دھکیلنے والی قوتیں ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط ہو جاتی ہیں۔ کچھ لوگ اپنے گھروں سے اس لیے دھکیلے جاتے ہیں کہ وہ اتنا نہیں کمپائے کہ اپنی اور اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں۔ کچھ لوگوں کو سیلاب، خشک سالی یا زلزلہ جیسی قدرتی آفات کی وجہ سے اپنے علاقوں سے عارضی یا مستقل طور پر اتھلا کرنا پڑتا ہے۔ یا موسمی تبدیلیوں کے اثرات کے تحت مثلاً زمین کے کٹاؤ یا زلزلہ جیسی زمینوں کے شجر ہونے کی وجہ سے انہیں اپنے گھر بار سے جدا ہونا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کچھ لوگوں کو اپنے اور اپنے بچوں کے روزگار یا تعلیم اور صحت کے بہتر مواقع یا اپنے علاقوں کی سماجی اور ثقافتی حقیقتوں کی وجہ سے زیادہ آزادی کے حصول کیلئے نئی منزلوں کی جانب رخت سفر باندھنا پڑتا ہے۔

زراعت بہت کم لوگوں کیلئے آبرو مندانہ زندگی جینے کا بھانہ بن سکتی ہے:

2

دیہی علاقوں میں زیادہ تر لوگ کاشتکاری کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ لیکن زراعت کا بہت زیادہ انحصار موسمی صورتحال پر ہوتا ہے۔ زرعی رقبہ محدود ہے اور اس کی زرخیزی اکثر کم یا زوال پذیر ہوتی ہے۔ کاشتکاروں کے پاس قابل کاشت رقبہ کم ہوتا ہے اور زرعی قرضوں کا حجم ان کی استطاعت سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور بے شمار کسان گھرانے ایسے ہیں جو یا تو ہمیشہ سے اپنی زمینوں سے محروم تھے یا اب بے زمین ہوئے جارہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مجموعی زرعی آمدنی گہر بسر کیلئے بھی ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ اپنی آمدنی میں اضافے کی غرض سے کاشتکاروں کیلئے زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن وہ غربت کی چنگی میں اس قدر پے ہوئے ہیں کہ ان کیلئے جدید آلات، منگنے یا بیج یا قیمتی کھادوں اور کیڑے مار دواویات کی صورت میں زرعی ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھانا ناممکن نہیں ہے۔ اس صورتحال کی وجہ سے کاشتکار یا غیر کاشتکار دیہی آبادی کیلئے اپنی زرعی آمدنی کے علاوہ غیر زرعی آمدنی کے حصول کے طریقے ڈھونڈنا بھی ناگزیر ہے، چاہے یہ دیہات کے اندر رہ کر ممکن ہو یا عارضی نقل مکانی کر کے شہروں میں تعمیرات کے شعبے میں مزدوری کر کے، گھر بیٹو کام کر کے، آزادانہ طور پر ٹھیلانگا کر یا شہروں میں دستیاب ایسے ہی دوسرے چھوٹے موٹے کام کر کے ممکن ہو سکے۔

رہنما کتابچہ 1: شہر کاری

3

شہروں کی جانب نقل مکانی بہتر ذرائع آمدنی کی نوید ہے:

جب دیہات سے تعلق رکھنے والا ایک خاندان اپنی زمینوں سے دور شہر میں زندگی بسر کرنا شروع کر دیتا ہے، ان کے بچوں کا مستقبل غیر زری یا اکثر غیر دیہی روزگار کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے۔ شہروں کی جانب نقل مکانی سے اس نوعیت کے روزگار کو تلاش کرنے کے امکانات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ شہروں میں آباد ہونے سے نہ صرف ان کیلئے روزگار کے مواقع میں ڈرامائی طور پر بہتری پیدا ہو جاتی ہے بلکہ شہروں میں ان کیلئے تعلیم اور علاج کی بہتر سہولیات بھی میسر ہو جاتی ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ بعض اوقات شہر ان کیلئے زیادہ سماجی آزادی کے حصول کا ذریعہ بھی بن جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہروں کے سماجی ڈھانچے میں دیہات کے قدیم رسم و رواج اور ذات پات پر مبنی کلچر کی نسبت فرد پر بندشیں کم ہوتی ہیں۔ شہر نوجوان تارکین وطن اور ان کے بچوں کیلئے بہتر سماجی رشتے اور رابطے استوار کرنے کے سلسلے میں زیادہ بہتر مواقع فراہم کرنے کا سبب بھی بنتے ہیں۔

4

لوگ جانتے ہیں کہ شہروں کے دامن میں ان کیلئے کیا کچھ موجود ہے:

یہ ایک حقیقت ہے کہ کچھ ایسے دیہی گھرانے بھی ہیں جن کے پاس اپنی بقا کیلئے شہروں کی جانب نقل مکانی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا جبکہ بہت سے گھرانوں کے پاس اپنے علاقوں میں رکے رہنے یا انہیں چھوڑ جانے کی آزادانہ چوائس موجود ہوتی ہے۔ موبائل فون کی دستیابی، بہتر مواصلاتی سہولتوں اور شہروں میں موجود نقل مکانی کرنے والوں کی پچھلی نسل کے ساتھ اپنے تعلق کی وجہ سے دیہی آبادی شہروں میں آباد ہونے کے فوائد اور نقصانات خاص طور پر یہ کہ شہروں میں ان کیلئے کس قسم کے روزگار کے مواقع دستیاب ہیں اور وہاں رہائش کی صورتحال کیا ہے، سے خوب اچھی طرح آگاہ ہوتی ہے۔

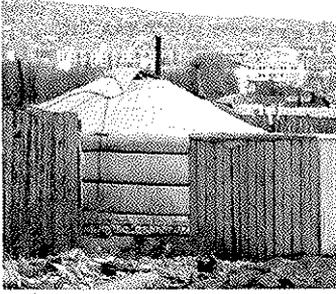
5

شہروں کی جانب نقل مکانی دیہی خاندانوں کیلئے اکثر اوقات اپنی بقاء کی حکمت عملی ہوتی ہے:

معاشی خطرات سے نبرد آزما ہونے کیلئے اکثر اوقات دیہی خاندان مختلف جگہوں مثلاً دیہی علاقوں، چھوٹے قصبوں، اور بڑے شہروں میں آباد ہونے کیلئے خود کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر لیتے ہیں جبکہ ان خاندانوں کے کچھ افراد دوسرے ملکوں میں بھی جا کر آباد ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں ان خاندانوں کے ذرائع آمدن میں تنوع آ جاتا ہے اور یہ کسی خاص علاقے کے معاشی حالات کی اونچ نیچ سے متاثر ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ اس طرح کے انتظام کی وجہ سے بچوں اور بوڑھوں کیلئے دیہات میں موجود رہنا ممکن ہو جاتا ہے جہاں روزمرہ کے اخراجات بہت کم ہوتے ہیں جبکہ خاندان کی کفالت کرنے والے اور زیر تعلیم بچے موزوں جگہوں پر جا بستے ہیں۔

منگولیا میں دیہات سے شہروں کی جانب نقل مکانی

منگولیا میں جب شہروں میں کارخانوں کی بندش اور سماجی خدمات میں کٹوتی کی وجہ سے بہت سے افراد کے پاس زندگی بسر کرنے کیلئے متبادل ذرائع آمدن باقی نہیں رہتے تو انہیں مویشی چرانے کیلئے واپس لوٹنا پڑتا ہے جو ملک کے کٹھن ماحول میں سب سے محفوظ ذریعہ آمدن ہے۔ چراگاہوں کا گنجائش سے زیادہ استعمال اور خشک سالی بہت جلد ماحولیاتی تباہ کاری کے خطرے سے دوچار ہو کر مویشیوں اور جانوروں پر تباہ کن اثرات، دیہاتی غربت میں اضافے اور شہری مراکز کی جانب جوق درجوق نقل مکانی کا باعث بنتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اللان باتار جیسے شہروں کے گرد وسیع و عریض علاقے Ger Areas (غیر رسمی بستیاں جو مخصوص طرز کے خیموں پر مشتمل ہوتی ہیں اور منگولیا کے گلہ بانوں کی روایتی پناہ گاہ ہیں) کی بہتات ہو جاتی ہے۔ ان علاقوں میں غربت، بے روزگاری، نکاسی آب کی سہولتوں اور زندگی کی بنیادی ضروریات کی قلت ان کی حالت زار کو آباد کاری سے پہلے کی نسبت زیادہ ابتر بنا دیتے ہیں۔



شہری اور دیہی غربت

غربت کی زیادہ تر کی جانے والی تعریفوں میں فرد کی آمدنی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ غربت کی اس طرح سے پیمائش کرنے میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ آبادی کو ”غریب“ اور ”امیر“ کے خانوں میں تقسیم کرتی ہے۔ یوں محرومی کی مختلف شکلوں، عدم تحفظ اور ضروریات جو حالت غربت کے لازمی اجزاء ہیں زیادہ توجہ حاصل نہیں کر پاتے۔ پیمائش کے اس بیانے میں لوگوں کے اثاثہ جات کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے جو چاہے نقدی کی صورت میں تبدیل کیے جاسکیں یا نہیں لیکن وہ غربت کے معیارات کو جانچنے کے سلسلے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان اثاثہ جات میں رہائش کی سہولت، ملازمت کیلئے درکار مہارت، اچھی صحت، زمین، خدمات تک رسائی، بچتوں تک رسائی، کریڈٹ گروپس اور سماجی امدادی پروگرام شامل ہیں۔ اس کا نتیجہ یوں برآمد ہوتا ہے کہ شہری غربت کی شدت اور وسعت کا درست طور پر تخمینہ نہیں لگایا جاسکتا جس کے پالیسی سازی پر نمایاں اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بھارت کے نوبل انعام یافتہ ماہر اقتصادیات امرتا سین غربت کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ غربت کسی شخص کی اپنی آرزوؤں کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی سے محرومی کا نام ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ غربت کو محض معاشی پیمانوں سے نہیں ناپا جاسکتا بلکہ اس کی بہت سے جہتیں ہوتی ہیں:

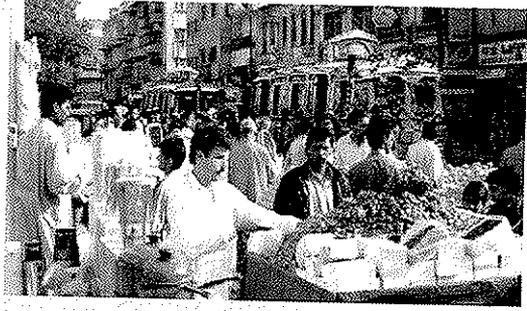
- ☆ محقول اور مستحکم آمدنی اور پیداواری اثاثوں کی غربت
- ☆ محفوظ اور خطرات سے پاک رہائشی سہولتوں کی غربت
- ☆ ضروری انفراسٹرکچر اور سرکاری خدمات تک رسائی کی غربت
- ☆ سماجی تحفظ کی غربت اور قانونی حقوق کے تحفظ کی غربت
- ☆ طاقت، شراکت اور عزت نفس کی غربت

اگر لوگ ان ضروری چیزوں سے محروم ہیں تو انہیں انسان ہونے کے حوالے سے اپنی قوموں کے بھرپور اظہار اور معاشرے کے کارآمد فرد ہونے کے احساس سے سرشار ہونے میں مشکل پیش آئے گی۔ یوں وہ معاشرے کی ترقی کے عمل سے فائدہ اٹھانے، اس میں حصہ دار ہونے اور اس پر موثر طور پر اثر انداز ہونے کے قابل نہیں ہوں گے۔ خطے میں شہر کاری کا عمل جس تیزی سے جاری ہے اسے دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ وہ وقت زیادہ دور نہیں جب ایشیا کی زیادہ تر دیہی آبادی شہروں میں مقیم ہوگی۔ یہ وہ عمل ہے جسے بہت سے ماہرین ”شہر کاری کی غربت“ کا نام دے رہے ہیں۔

شہری علاقوں میں غربت کا سب سے اہم پہلو اکثر مناسب رہائش اور بنیادی سہولیات کا نہ ہونا ہے۔ شہروں میں غریب لوگوں کی نقد آمدنی ممکن ہے زیادہ ہو لیکن یہ اکثر غیر مستحکم اور ناکافی ہوتی ہے جبکہ یہ بھی پیش نظر رکھا جائے کہ شہروں میں مہنگائی، آمد و رفت اور رہائشی سہولتوں پر زیادہ رقم خرچ ہوتی ہے۔ رسمی رہائشی سہولتوں کی عدم موجودگی میں ان میں سے بہت سے لوگ کچی آبادیوں اور اکثر زمینوں پر عارضی قبضہ کر کے بنائی جانے والی غیر رسمی آبادیوں، یا پرہجوم عمارتوں میں گننا م حیثیت سے اور اپنے کام کی جگہوں سے دور مقامات میں آباد ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ اکثر اوقات جس زمین پر آباد ہوتے ہیں اس کے مالک نہیں ہوتے یا جن مکانوں میں رہتے ہیں ان کی رجسٹری یا پرمٹ ان کے پاس نہیں ہوتا لہذا وہ کسی مستحکم اثاثے کی ملکیت سے محروم ہوتے ہیں نیز وہ قرضے اور بنیادی خدمات تک رسائی سے بھی محروم ہوتے ہیں۔ ماحولیاتی صحت خاص طور پر بچوں کیلئے ایک اہم مسئلہ ہو سکتا ہے۔ محدود یا کمزور سماجی تحفظ شہری غربت کو خاص طور پر بحران کے دور میں زیادہ مشکل بنا دیتا ہے۔

دیہی علاقوں میں لوگ زیادہ تر اس لیے غریب ہوتے ہیں کہ انہیں اپنی زمینوں سے زیادہ پیداوار حاصل نہیں ہوتی یا وہ پیداوار ان کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے کافی نہیں ہوتی۔ چھوٹے کاشتکاروں کو پیداوار بڑھانے اور اپنی فصلوں کو منڈی کی مسابقت کے قابل بنانے کیلئے اکثر اوقات جدید ٹیکنالوجی کے حصول میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کھادوں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور منڈی میں اپنی فصلوں کی کم ہوتی قیمتوں کی وجہ سے وہ خود کو اکثر قرضوں کے بڑھتے ہوئے بوجھ میں دبا ہوا محسوس کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اس لیے غریب ہیں کہ ان کے پاس سرے سے اراضی نہیں ہے اور وہ کھیت مزدور کی حیثیت سے دوسروں کی زمینوں کو ٹھیکے پر لیتے یا مزارع کی حیثیت سے انہیں کاشت کر کے گڈر بسر کرتے ہیں۔ روزگار کے مواقع کی کمی کی وجہ سے دیہی غریب وہاں رہتے ہوئے غربت کے چکر سے کبھی نکل نہیں پاتے۔ اس سے بھی اہم یہ کہ دیہی غریب شاذ و ندرت ہی منظم نیٹ ورک تشکیل دے سکتے ہیں تاکہ وہ اپنے مسائل کو اجتماعی طور پر حل کرنے اور اپنی آواز کو بلند کرنے کے قابل ہو سکیں۔

ایک برا آجری ایٹیا میں تمام غیر زرعی روزگار کا 65 فیصد حصہ غیر زرعی شعبے سے وابستہ ہے۔ زرعی شعبے میں خدمات کو تاوی لیبر منڈی جس کا ایک بڑا حصہ غیر زرعی شعبے کے زیر اختیار ہے کو ڈوبی ٹھیکے پر دینے کا بڑھتا ہوا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔



ایشیا کا غیر رسمی شعبہ

شہر میں رہائش کی غرض سے غریبوں کیلئے مناسب آمدنی،

سستی اشیا اور خدمات کی فراہمی۔۔۔

خود روزگار کے حامل غیر زرعی کاروباروں میں اوقات کار زیادہ ہو سکتے ہیں، حالات کار اکثر مثالی نہیں ہوتے تاہم ان میں آمدنی (یادوسرے غیر زرعی شعبوں میں کام کرنے والے ملازمین کے حوالے سے اجرت) اکثر رسمی شعبوں میں روزانہ کی بنیاد پر کام کرنے والے یا کیٹری ملازمین کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ خاص طور پر غریب عورتوں کے معاملے میں جنہیں خانہ داری بھی کرنا پڑتی ہے اور گھرا بھی سنبھالنا پڑتا ہے، اپنے گھرا گھر کے قریب رہتے ہوئے خود روزگار کیلئے غیر زرعی شعبے کے چھوٹے کاروباروں کے ذریعے اپنی آمدنی میں اضافے کیلئے موزوں اور باہولت مواقع دستیاب ہوتے ہیں۔ اکثر عورتوں کیلئے امتیازی سلوک یا تعلیم کی کمی کی وجہ سے یہ واحد انتخاب ہوتا ہے۔ لہذا یہ تعجب کی بات نہیں کہ عورتیں غیر زرعی لیبر منڈی میں بہت بڑی اکثریت میں پائی جاتی ہیں۔

ایشیا میں روزگار کے معاملے میں اہم کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ملکی معیشتوں میں بھی پیداوار اور آمدن پیدا کرنے کی وجہ سے بھی غیر زرعی شعبہ بڑے حصے کا سا حصہ دار ہے۔ اس کے نتیجے میں قومی سطح پر منافع بخش اقتصادی سرگرمیوں کو فروغ ملتا ہے۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایشیا کی مجموعی فی کس پیداوار (جی ڈی پی) میں غیر زرعی شعبہ کا حصہ 31 فیصد ہے۔

ایشیا کے غریب شہری کسی نہ کسی صورت میں غیر زرعی شعبے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ سرکاری محکموں، کارخانوں اور نجی شعبے کے کاروباری دفاتر میں اچھی ملازمتوں کا حصول ایک خواہش تو ہو سکتی ہے لیکن ایسی ملازمتیں بہت عام نہیں ہیں۔ اس قسم کی ملازمتیں تعلیم اور ہنر کے علاوہ موزوں تعلقات یا بروکر کو کمیشن ادا کرنے کیلئے مناسب رقم کی متقاضی بھی ہوتی ہیں۔

اس کی بجائے زیادہ تر غریب شہری اپنی تخلیقی صلاحیتوں اور کاروباری سوجھ بوجھ کو ایشیا کی خرید و فروخت، کھانے کی اشیا تیار کرنے اور ٹھیلے پر یا پے گرد و نواح میں گھوم پھر کر تازہ سبز یوں اور پھلوں وغیرہ کی فراہمی اور ہر طرح کی خدمات کی فراہمی جیسے چھوٹے کاروبار شروع کرنے کیلئے استعمال میں لاتے ہیں۔ یہ غیر زرعی کاروبار اکثر شہر کے غریبوں کیلئے مرکزی پلائی سسٹم تشکیل دیتے ہیں۔ ان کی پیش کردہ اشیا اور خدمات اکثر سستی، چلک پذیر اور جب اور جہاں ضرورت ہو دستیاب ہوتی ہیں۔ ٹھیلے پر تقریباً ہر چیز فروخت کی جاسکتی ہے۔ تاہم غیر زرعی شعبہ شہر میں صرف غریبوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ ہر کسی کیلئے مرکزی ترسیلی نظام کا کام دیتا ہے۔ ٹھیلوں پر تازہ پھلوں اور سبزیوں، مزیدار سٹیکس اور کھانے پینے کی اشیا، سستے کپڑوں اور ہر وہ چیز فروخت کی جاسکتی ہے جس کی کسی بھی شہری کو ضرورت پیش آسکتی ہے۔ رہائشیت کا سوال تو ٹھیلے پر ان اشیا کی قیمت کسی بھی شہر سے بہت کم ہوتی ہے۔

رہنما کتابچہ 1: شہر کاری



ایک لھر جسے کوئی دیوار نہیں روک سکتی

ایشیا بھر میں حکومتیں شہروں کی جانب نقل مکانی کو روکنے یا اس عمل کو اٹانے کی کوشش کرتی رہتی ہیں لیکن اب تک کوئی بھی ایسی کوشش نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکی

تیز رفتار شہر کاری شہروں کے وسائل پر بے پناہ دباؤ کا باعث بن رہی ہے۔ بہت سے ایشیائی شہروں میں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ نصف سے زیادہ آبادی کچی آبادیوں یا غیر قانونی بستیوں میں مناسب احساس تحفظ، شہری انفراسٹرکچر اور خدمات کی سہولیات کے بغیر مقیم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان شہروں اور قصبوں میں انفراسٹرکچر کو ضروریات کے مطابق ترقی نہیں دی گئی۔ شہر کے غیر رسمی شعبے میں حالات کا راکٹر اوقات نہایت غیر تسلی بخش ہوتے ہیں اور اس میں کام کرنے والے بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔ شہروں کے انتظام و انصرام پر مامور لوگ زیادہ تر شہری منصوبہ بندی اور عمارتی ضوابط پر عمل درآمد کروانے کے اہل نہیں ہوتے۔ کچی بستیوں میں صفائی جیسے شہری بہبود کے پروگراموں کو اس بے طریقے سے تشکیل دیا جاتا ہے کہ ان کے نتیجے میں مزید مسائل جنم لیتے ہیں۔

گذشتہ دہائیوں میں مختلف حکومتیں شہر میں داخلے پر پابندیاں لگا کر دیہات سے شہر کی جانب نقل مکانی کو روکنے کی کوشش کرتی رہی ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ جگہوں پر شہری آبادی کیلئے اپنے پاس شہریوں کیلئے مخصوص شناختی کارڈ رکھنا ضروری ہے جس کے بغیر انہیں تعلیم اور صحت عامہ جیسی سرکاری خدمات تک بلا معاوضہ یا ارزاں رسائی نہیں ہوتی۔ تاہم اس قسم کے اقدامات کا نتیجہ شہری مزدوروں کی قلت اور ایشیا اور خدمات کی گرانے کی صورت میں نکلتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کا نتیجہ دیہی شہری تارکین کی غربت میں اضافے کی صورت بھی نکلتا ہے جنہیں ایسی خدمات کا معاوضہ ادا کرنا پڑتا ہے جن سے دوسرے لوگ بلا معاوضہ استفادہ کر رہے ہوتے ہیں۔

کچی آبادیوں اور غیر قانونی بستیوں کے پھیلاؤ اور شہری غیر رسمی سرگرمیوں میں اضافے کے مسائل کا سامنا کرنے والے کچھ پالیسی ساز اس خیال کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں کہ غریب اپنے دیہی علاقوں میں ہی بہتر زندگی گزار سکتے ہیں اور وہ بالآخر اس رہنما کتابچہ 1: شہر کاری

نقل مکانی کو کیوں نہیں روکا جاسکتا؟

- ☆ لوگ شہروں کی جانب اپنی ہٹا کی خاطر آتے ہیں: جان بچانے کا جذبہ ایک ایسی قوت ہے جس کا توڑ نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں تک کہ حکومتیں بھی جو انسانوں کے شہروں کی طرف بہاؤ کو کم کرنے کا تہیہ کیے بیٹھی ہوں، ایسا نہیں کر سکتیں۔
- ☆ حکومتوں کیلئے اس پر قدغن لگانا ممکن نہیں کہ شہری کہاں، کیسے اور کب ملک میں نقل و حرکت کر سکیں: لوگوں کی نقل و حرکت کے حق کو محدود کرنا ان کے بنیادی حقوق پر قدغن لگانے کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔
- ☆ شہروں اور قصبوں کو جہاں یہ تارکین آ کر آباد ہوتے ہیں سستی لیبر کی ضرورت ہوتی ہے: اس کے علاوہ انہیں سستی ایشیا اور خدمات کی ضرورت ہوتی ہے جنہیں وہ کارکن، اخبار فروش، مزدور، ترکھان، ویئر، ٹیکسی ڈرائیور، گھریلو خادموں اور خاتروہوں کی صورت میں مہیا کرتے ہیں۔
- ☆ جب لوگ شہروں کی جانب سفر کرتے ہیں تو دراصل وہ ایسی جگہوں کی طرف جاتے ہیں جہاں وہ زیادہ کمائیں گے، زیادہ کارآمد ثابت ہوں گے اور معاشی طور پر خود کو ترقی دے سکیں گے۔
- ☆ جب حکومتیں تارکین کو شہر سے باہر نوآباد علاقوں کی جانب جانے پر مجبور کرتی ہیں: ان نواحی علاقوں میں روزگار کے ناکافی مواقع، اور غیر معیاری طرز زندگی کی وجہ سے وہاں رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔
- ☆ جب حکومتیں کچی آبادیوں میں بسنے والوں کو شہر سے دیہات میں دھکیل دیتی ہیں: ان میں سے بہت سے لوگ شہروں میں پیدا ہوئے ہوتے ہیں جنہیں کاشتکاری کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا اور وہ دیہات میں زندگی بسر کرنے کے ہرگز خواہش مند نہیں ہوتے۔

ہم شہری نقل مکانی کو کیسے مفید بنا سکتے ہیں؟

- ☆ نقل مکانی کو روکنے کی کوشش کی بجائے: بہترین طریقہ یہ ہے کہ حقیقت پسندانہ پالیسیوں اور پروگراموں کو متعارف کرایا جائے جو شہر کاری کے عمل کو غریبوں اور مجموعی طور پر خود شہر کیلئے فائدہ مند بنا سکیں۔
- ☆ غربت میں کمی اور انسانی ترقی نہایت فائدہ بخش عمل ہیں: یہ عمل راتوں رات نہیں ہوتا، خاص طور پر اس وقت جب بہت سے لوگ شہروں کا رخ کر رہے ہوں۔ تمام شہری نو واردوں کیلئے مناسب رہائشی سہولتوں کی فراہمی کیلئے تشکیل دی جانے والی پالیسیوں کی ضرورت کا احساس رفتہ رفتہ ہوتا ہے۔
- ☆ غریب شہری بذات خود غربت کی کمی اور شہری ترقی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں: اگر حکومتیں اس عمل کو دبانے کی بجائے اس کی پشت پناہی کرنے کیلئے تخلیقی راستے اپنائیں تو غریب شہری خود رہائشی سہولیات کی فائدہ مند ترقی اور آبادیوں کی حالت زار کو بہتر بنانے کیلئے اور رہائشی سہولتوں اور بنیادی خدمات کی فراہمی کے سنجیدہ مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں شہر کے سب سے بڑے شراکت دار کا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اچھی شہری گورننس

شہری ترقی سرکاری اور غیر سرکاری کرداروں کے ایک وسیع طے کے فیصلوں اور عمل کا نتیجہ ہوتی ہے۔ شہری غربت اور رہائش کے مسائل کے بہترین حل وہ ہیں جن میں کرداروں کی ایک بڑی تعداد ایک دوسرے کے ساتھ شراکت داری میں کام کرے جس میں غریب کو مرکزی کردار کی حیثیت حاصل ہو۔ صرف اسی وقت حتمی طور پر موثر کام شروع ہوتا ہے جب حکومتیں اعتراف کریں کہ وہ تہہ مسائل حل نہیں کر سکتیں بلکہ شراکت داری کے ذریعے ہی ایسا ممکن ہے۔ بہترین عمل جو حکومتیں شہری تارکین اور رہائش کے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں کر سکتی ہیں یہ ہے کہ وہ یقینی بنائیں کہ جب مسائل کیسے حل کیے جائیں گا سوال درپیش ہو تو کسی بھی گروپ کو شراکت سے باہر نہیں رکھا جائے گا۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی یقینی بنائیں کہ شہری ترقی اور ان مسائل کو حل کرنے میں صرف ہونے والے سرکاری وسائل سے کسی کو بھی محروم نہیں رکھا جائے گا۔

شہروں میں غیر رسمی آبادیاں

کو کوئی واضح نام نہیں دیا جاسکتا اس وقت جب تک زمین کا مالک یا حاکم یا تو جزوی طور پر ان آبادیوں کو شناخت دے دیں یا ان میں آباد ہونے والوں کے حقوق تسلیم کر لیں۔ تاہم ان حقوق کو تسلیم کیا جائے یا نہیں، کچی آبادیوں اور غیر رسمی آبادیوں اور ان میں بسنے والوں کے بارے میں عام طور پر بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔

شہر کاری کی سب سے واضح علامت شہروں میں طرح طرح کی غیر رسمی بستیوں کا وجود میں آنا ہے (ملاحظہ فرمائیے کم آمدنی کی رہائشی سہولیت کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 2)۔ ان میں سے کچھ غیر رسمی آبادیاں شہر کے پیش منظر میں نہایت نمایاں دکھائی دیتی ہیں جبکہ چند ایسی بھی ہوتی ہیں جو پختہ ہیں اور ہماری نظروں سے اوجھل ہو سکتی ہیں مثلاً پرجھوم کھولیوں، کرائے کے مکانوں اور سرکاری ہاؤسنگ پراجیکٹ کے درمیان عملی طور پر ان آبادیوں

غیر رسمی آبادیوں میں رہنے والے تمام لوگ غریب نہیں ہوتے اور تمام غریب غیر رسمی آبادیوں میں نہیں رہتے

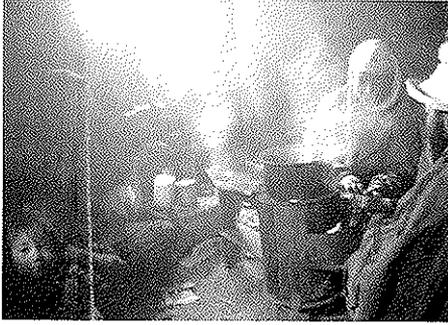
غیر قانونی اور کچی بستیوں میں رہنے والے تمام لوگ تارکین نہیں اور تمام تارکین غیر قانونی بستیوں میں نہیں رہتے

ایشیائی شہروں میں رہائش کے مسائل اس قدر سنگین ہیں کہ صرف غریب ہی نہیں خوشحال لوگ بھی رسمی رہائش کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ بہت سے شہروں میں متوسط آمدنی والے گھرانے بھی کچی آبادیوں اور غیر قانونی بستیوں میں رہائش پذیر ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جو جلد ہی مختلف آمدنی کے حامل لوگوں کا مجموعہ بن جاتی ہیں۔ لوگ بالآخر کسی کچی آبادی یا غیر قانونی بستی میں مقیم ہو جاتے ہیں اس وجہ سے کہ ان میں رہائش سستی پڑتی ہے، یا اس لیے کہ محل وقوع موزوں ہے یا اس وجہ سے کہ جب وہ یہاں آباد ہوئے تو غریب تھے جبکہ اب وہ خوشحال ہیں۔ اسی طرح بڑی غیر

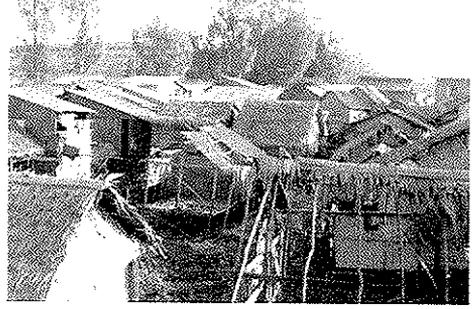
تارکین شہروں میں اپنے اور اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کی خاطر آتے ہیں۔ وہ پناہ گاہ اور انفراسٹرکچر کی اہمیت کو سمجھتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ یہ ان کی پہلی ترجیح ہو۔ پہلی ترجیح بہر حال آمدنی ہے۔ چونکہ ٹرانسپورٹ کے اخراجات میں اضافے کا خدشہ لاحق رہتا ہے لہذا ملازمت کی جگہ سے رہائش کا قریب ہونا بھی ضروری سمجھا جاتا ہے چاہے معیار پر سمجھوتہ کیوں نہ کرنا پڑے۔ بہت سے تارکین کو توقع ہوتی ہے کہ ایک روز وہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے لہذا وہ مکان خریدنے کے چکر میں نہیں پڑتے۔ چاہے یہ گھر غیر قانونی بستی میں ہی کیوں نہ مل رہا ہو۔ ان کی

رہی آبادیاں اشیاء اور خدمات کی پھلتی پھولتی منڈی بنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ سستی لیبر کا ذریعہ بھی بن جاتی ہیں۔

خواہش ہوتی ہے کہ وہ ملازمت کی جگہ کے کہیں قریب ہی کرائے پر کوئی کمرہ لے لیں۔ دوسری جانب شہر میں پیدا ہونے والے بہت سے گھرانے اسی نوعیت کے رہائشی مسائل سے دوچار ہوتے ہیں اور وہ کچی آبادیوں یا غیر قانونی بستیوں میں رہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔



(کمیشن تصویر: ایشیا کے شہریوں کی 42 فیصد تعداد کچی آبادیوں میں رہتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ 533 ملین لوگ خطے کی غریب اور غیر رسمی شہری کچی آبادیوں میں استری اور عدم تحفظ کی حالت میں جی رہے ہیں۔ ان کی ایک غالب اکثریت کو لنگا یا جرائم پیشہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ عام جفاکش لوگ ہیں جو مناسب رہائش کے تحمل نہیں ہو سکتے۔



کچی آبادی کیا ہے؟

بہت سی جگہوں پر کچی آبادیوں اور غیر قانونی بستیوں کے درمیان واضح خط امتیاز کھینچا جاسکتا ہے:-

☆ کچی آبادی (Slum): عام طور پر کچی آبادی کی اصطلاح کو ایسے علاقوں کی وسیع اقسام کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جہاں رہائش کا معیار پست، ناکافی انفراسٹرکچر اور زندگی گزارنے کا ماحول زوال پذیر ہوتا ہے جن میں قابضین کو مالکان، قانونی قابضین یا رسمی کرایہ دار کی حیثیت سے کسی حد تک محفوظ مدت کی سہولت حاصل ہو۔

☆ غیر قانونی بستی (Squatter Settlement): غیر قانونی بستی کی اصطلاح عام طور پر ایسے علاقوں کی وضاحت کیلئے استعمال کی جاتی ہے جہاں لوگوں نے ایسی زمین پر مکانات بنا رکھے ہوں جو ان کی ملکیت نہ ہو اور جس کیلئے ان کے پاس قانونی اجازت، لیز یا بلڈنگ پرمٹ نہ ہو اور ان مکانات کو بلڈنگ اور پلاننگ کے ضوابط کے مطابق نہ بنایا گیا ہو۔

شہری غریب آبادیوں کے مختلف سائز، شکلیں، ہوس منظر اور سیاسی کلچر ہیں اور انہیں مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ UN-HABITAT کچی آبادیوں میں مقیم گھرانوں کی تعریف یوں کرتا ہے کہ یہ افراد کا ایسا مجموعہ ہے جو کسی شہر میں ایک ہی چھت تلے رہتے ہیں اور یہ درج ذیل پانچ شرائط میں سے ایک یا ایک سے زیادہ شرائط سے محروم ہیں:

☆ پائیدار رہائش: کسی محفوظ اور خطرے سے پاک جگہ پر مستقل نوعیت کے میٹریل سے تعمیر شدہ۔

☆ کافی گنجائش کا حامل رہائشی حصہ، تاکہ ایک کمرے میں تین سے زیادہ افراد کو سرنہ چھپانا پڑے۔

☆ صاف پانی تک رسائی، پانی ان کی ضروریات کیلئے کافی ہو، آسانی سے دستیاب ہو اور رستہ ہو۔

☆ موزوں نکاسی آب تک رسائی

☆ رہائش کی مدت محفوظ اور قانونی ہو جس سے گھرانے کو جبری بے دخلی کا شکار نہ ہونا پڑے۔

ایشیا میں کچی آبادیاں

(اعداد و شمار 2001 کے مطابق)

خطہ	کل آبادی (ملین میں)	کل شہری آبادی (ملین میں)	کل آبادی کا فیصد	کچی آبادیوں کی کل آبادی (ملین میں)	کل شہری آبادی کا فیصد
مشرقی ایشیا	1,364	533	39.1	193.8	36.4
جنوب وسطی ایشیا	1,499	429	29.6	253.1	59.0
جنوب مشرقی ایشیا	530	203	38.3	56.8	28.0
مغربی ایشیا	175	115	65.7	29.7	25.7
کل ایشیا	3,519	1,280	36.4	533.4	41.7



کچی بستیاں، مایوسی اور امید کی آماجگاہیں

ترقی یافتہ ممالک میں کچی آبادی کی اصطلاح ترقی پذیر ممالک کی نسبت زیادہ غنی معنوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ جس کے مطابق کچی آبادی کسی شہر کا ایسا علاقہ ہے جہاں حالات زندگی ابتری کی طرف مائل ہوں اور امکانی طور پر یہ لوگوں کے کسی حقوق سے محروم طبقے کے قبضے میں ہولناکیاں یا شہری تعمیر نو کا شکار ہونے کے خطرے سے دوچار ہو۔ پیٹر لائیڈ کچی آبادی کی اصطلاح شہر کے نواح میں موجود ایسی بستی کو ”مایوس لاتے رہتے ہیں۔ لائیڈ اس قسم کی آبادیوں کو ”پر امید بستیاں“ (Slums of Despair) کا نام دیتا (Slums of Hope) کا نام دیتا ہے۔ تاہم غریب شہریوں کو ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے شہروں میں جہاں لوگ کچی مسلسل سنگین حقیقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے

روشنی کا سراغ: جب لوگ محسوس کریں کہ انہیں یہاں طویل عرصے تک رہائش پذیر رہنا ہے تو وہ اپنی رہائشی سہولیات کو بہتر بنانے کیلئے کوشش کریں گے

باوجود ان میں وقت کے ساتھ رہائش کا معیار بڑھتا رہتا ہے۔ تھائی لینڈ اور پاکستان کی طرح چند ملکوں میں حکومت نے رہائشی سہولیات اور معیار زندگی کو بہتر بنانے کیلئے کمیونٹیوں کی جانب سے اپنی مدد آپ کے اس عمل میں مدد دینے کیلئے نئے پروگرام شروع کیے ہیں۔



کچی آبادیاں وقت کے ساتھ زوال پذیر ہوتی رہتی ہیں کیونکہ زمین اور عمارت کا مالک ہمیشہ مناسب وقت کے انتظار میں رہتا ہے جب وہ اسے از سر نو تعمیر کر سکے یا کسی ڈویلپر کے ہاتھ فروخت کر سکے۔ اس اثنا میں وہ اپنی جائیداد غریب گھرانوں کو کرائے پر دے دیتا ہے جن کا اس جگہ میں کوئی مفاد نہیں ہوتا اور نتیجتاً اس کی حالت بہتر بنانے میں انہیں دلچسپی نہیں ہوتی۔ دوسری جانب غیر قانونی بستیوں میں رہائش اکثر مالکان کے زیر استعمال ہوتی ہے۔ اگر انہیں فوری طور پر بے دخلی کا خطرہ نہ ہو تو ملکین اکثر اپنی رہائش اور کمیونٹی کے ماحول کو بہتر بنانے کیلئے اپنی بچتوں کو اس پر خرچ کرتے ہیں۔ لہذا گوکہ غیر قانونی بستیوں میں رہائش کی ملکیت غیر یقینی ہوتی ہے لیکن اس کے

روشنی کا سراغ: غیر رسمی آبادیوں میں غریب گھرانے رہائشی معیار کو اپنی سہولت کے مطابق بہتر بناتے ہیں

کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ غیر قانونی بستوں میں مکانات عام طور پر ایک ہی مرتبہ تعمیر نہیں ہو جاتے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ رہائشیوں اور مقامی چھوٹے ٹھیکیداروں کی مدد سے ان میں بہتری اور اضافہ ہوتا رہتا ہے۔



بہت سی غیر قانونی بستیاں کسی چھوٹے سے گروہ کی جانب سے یا حتیٰ کہ کسی ایک گھرانے کی جانب سے کسی خالی قطعہ زمین پر ناجائز تجاویزات کی شکل میں اپنی شروعات کرتی ہیں۔ اگر حکام نوری طور پر اس ایک چھوٹے گروہ کو گرانے کیلئے حرکت میں نہ آئیں تو یہ ”پہلے کار“ آہستہ آہستہ اپنی سادہ سی رہائش کو پختہ شکل دینے لگیں گے۔ اس کے ساتھ ہی کچھ اور غریب گھرانے ان کی دیکھا دیکھی وہاں آ جائیں گے۔ جو نہی اس قطعہ زمین جو نہی وہاں ایک مناسب سازگی کی آبادی رہائش کاری کے ساتھ وجود میں آ جاتی ہے، وہاں کے مکین حکام سے رابطہ کر کے فراہمی آب اور بجلی کی فراہمی جیسے انفراسٹرکچر قائم کرنے کیلئے درخواست گزارتے ہیں۔ اگر ممکن ہو تو وہ اپنے مطالبات کیلئے مقامی سیاستدانوں کی حمایت حاصل کرنے

اکثر غریب شہری کچی آبادی میں مکان تعمیر کرنے یا خریدنے کی بجائے کرائے پر رہنے کو ترجیح دیتے ہیں

شہروں کے پھیلاؤ کی وجہ سے مناسب جگہوں پر کچی زمین کا حصول مشکل ہوتا چلا جاتا ہے

شہروں کے پھیلنے اور گنجان ہونے کے ساتھ ساتھ رہائش کے متلاشی غریب لوگوں کو قبضہ کرنے کیلئے خالی بڑی زمینوں کی دستیابی مشکل مالت ہوتی ہے لہذا بہت سے غریب گھرانوں کو ان کچی آبادیوں یا سے مشکل تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ تلاش کرنے پر انہیں معلوم ہوتا غیر قانونی بستوں میں کرائے پر گھر لے کر رہنا پڑتا ہے۔ غیر قانونی ہے کہ اچھی اچھی خالی زمینوں پر ان سے پہلے کے قابضین پہلے ہی بستوں میں زمین کم ہونے اور ذاتی رہائش کے حصول پر اٹھنے ہاتھ صاف کر چکے ہیں۔ جن زمینوں پر قبضہ کرنا ممکن نہیں ہے، وہ والے اخراجات میں اضافے کے ساتھ وہاں کرائے پر کرے یا گھر ہیں جو سرکاری حکام یا زمین کے مالکان کی زیر حفاظت ہیں۔ اس کے نتیجے میں غیر رسمی لینڈ منڈی (پاکستان کی اصطلاح میں بلڈر زمانیا: مترجم) فروغ پاتی ہے جس میں سیاستدان، سرکاری اہلکار، اگر انہیں کہیں اور روزگار مل جائے یا کسی ہنگامی صورتحال کے تحت نوساز اور پکی بستوں کے خود ساختہ لینڈ رہا بھی گٹھ جوڑ کے ساتھ ان کے ساتھ کسی اور جگہ جا کر رہائش پذیر ہو سکتے ہیں۔ بہت سے دیہی شہری تارکین شہر میں زیادہ عرصے تک رہنے کی توقع نہیں کرتے لہذا کرائے پر مکانات لے کر رہنے سے انہیں یہ سہولت ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ رقم بچا سکتے ہیں اور اپنے گاؤں میں جا کر پچائی ہوئی رقم سے وہاں اپنا مکان تعمیر کرنے کر سکتے ہیں۔

رہائشی سہولیات کی فراہمی اور شہر کاری

ہر کسی کو اپنی چھت کی ضرورت ہوتی ہے



رہائش ہمیں رازداری، احساس تحفظ اور خارجی عناصر سے حفاظت فراہم کرتے ہوئے ہمیں غایت کا بھرپور احساس دیتی ہے۔ ایک اچھی رہائش اپنے کینوں کو صحت مند اور کارآمد بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے لہذا وہ نہ صرف کینوں پر اچھے اثرات مرتب کرتی ہے بلکہ مجموعی طور پر ملکی معیشت اور سماجی ترقی کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ گھر ایک اچھی سرمایہ کاری بھی ہے۔ اکثر گھر کے مالکان اپنی رہائش یا زمین کو سیونگ اکاؤنٹ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ گھر اپنے مالک کیلئے ایک نہایت قیمتی اثاثہ ہوتا ہے۔ گھر میں کی جانے والی اقتصادی سرگرمیوں کے ذریعے آمدنی کے حصول کی جگہ کے طور پر بھی اسے استعمال کیا جاسکتا ہے اور یہ قرض کی ادائیگی کیلئے رہن وغیرہ رکھنے کے کام بھی آسکتے ہیں۔

رہائشی انسانی حق ہے

رہائش کا حق بہت سے اہم بین الاقوامی اعلامیوں میں شامل ہے جن پر تقریباً تمام ایشیائی ممالک نے دستخط کر رکھے ہیں۔

☆ **انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ کا آرٹیکل 25**، واضح کرتا ہے کہ ”ہر ایک کو بشمول خوراک، لباس اور رہائش ایسا معیار زندگی اپنانے کا حق ہے جو اس کی اور اس کے خاندان کی صحت اور بہبود کیلئے ضروری ہو۔“

☆ **1976 وینکوور اعلامیہ برائے انسانی آباہ کاری** میں درج ہے کہ ”مناسب رہائش اور خدمات بنیادی انسانی حقوق میں شامل ہیں جو حکومتوں پر ذمہ داری عاید کرتے ہیں کہ وہ تمام لوگوں یا بالخصوص غریب ترین لوگوں کیلئے ان کے

حصول کو یقینی بنائیں۔ اس مقصد کیلئے وہ غریب ترین لوگوں کی اپنی مدد آپ اور کمیونٹی کی شمولیت کے حامل رہنما پروگراموں کے ذریعے براہ راست مدد کرتے ہوئے اس کی شروعات کریں۔“

☆ **1996 میں استنبول میں اپنایا**

جانے والا ہیپی ٹیٹ ایجنڈا (Habitat)

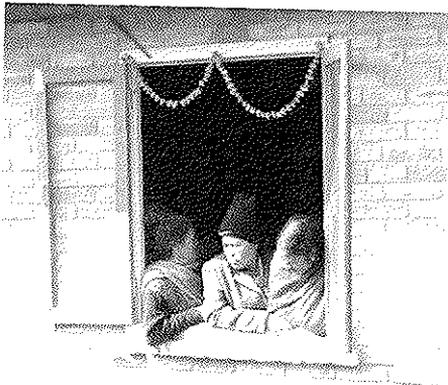
فراہم کیے جانے والے حق کا بھرپور اور ترقی پسندانہ انداز میں

احساس کی پرزور تجدید کرتا ہے۔ اس تناظر میں ہم حکومتوں کی

(Agenda) ”کافی رہائش کے عالمی اداروں کی جانب سے

جانب سے لوگوں کو پناہ کے حصول اور ان کی رہائش گاہوں اور

ہمسایگی کی بہتری اور تحفظ و ذمہ داری کی نشاندہی کرتے ہیں۔“





ہر ایک کو اپنی چھت کی ضرورت ہے:
 رہائش غالباً واحد اہم اقتصادی اور زندگی کی بقاء کیلئے درکار اثاثہ ہے۔ جس کیلئے زیادہ تر گھرانے شدید تنگ و دو کرتے ہیں۔ جبکہ شہری خاندانوں کی اپنی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جو ریاست یا ریکی شعبے کی جانب سے فراہم کی جانے والی کم از کم رہائشی سہولتوں سے بھی استفادہ نہیں کر سکتی۔ اگر غریب شہریوں کی نصف تعداد بھی اچھی رہائش کی حامل نہیں ہو سکتی تو اس کا مطلب ہے کہ شہروں کی کارگزاری میں بہت شدید تقسیم پائے جاتے ہیں۔

رہائشی سہولیات شہری معیشت کا کلیدی جزو ہیں

زیادہ تر شہروں میں رہائش گاہوں کی تعمیر ایک بڑی معاشی سرگرمی کی حیثیت رکھتی ہے۔ رہائش گاہوں کو تعمیر کرنے کے عمل سے نہ صرف مکانات کی صورت میں سستے معاشی اثاثے وجود میں آتے ہیں بلکہ اس کے نتیجے میں بہت سی ثانوی سطح کی معاشی سرگرمیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ مزدور رہیساں سے روزگار حاصل کرتے ہیں اور پھر اپنی آمدنی مقامی طور پر خرچ کرتے ہیں۔ شہروں میں تعمیراتی میٹریل کی فروخت کے نتیجے میں صنعتوں اور پیلانی کے کام کو فروغ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ نئے گھروں کی تعمیر سے ان علاقوں میں سرمایہ کاری آتی ہے جہاں انہیں تعمیر کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اور گرد کے علاقوں میں زمین کی قدر میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ ترقی پذیر ملکوں میں گھروں کی تعمیر میں ہونے والی سرمایہ کاری مجموعی قومی پیداوار (جی این پی) کے 2 فیصد اور 8 فیصد کے درمیان ہوتی ہے جبکہ سرمائے کی مجموعی تشکیل کا 30 فیصد تک ہوتی ہے۔ اثاثے کی حیثیت سے گھروں کی تعمیر اس لیے بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ زیادہ تر ملکوں میں یہ نجی دولت کے 20 سے 50 فیصد کے درمیان ہوتی ہے۔ گھر کی ملکیت کا احساس گھرانوں کو بچت پر آمادہ کرنے کیلئے ایک اہم ترغیب کا کام کرنے کے علاوہ ان کے اخراجات پر بھی براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ گھروں کی تعمیر مہنگائی، مزدوروں کی نقل و حرکت اور ادائیگیوں کے توازن پر اثر انداز ہوتی ہے، ساتھ ہی یہ ٹیکسوں اور امدادی رقوم کے ذریعے حکومتوں کے بجٹ پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔

گھروں کی تعمیر تقریباً ہر کسی کیلئے مہنگا سودا ہے

شہری آبادی میں ہر سال لاکھوں گھرانوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر کو رہائش کیلئے ایسی جگہ کی ضرورت ہے جو ان کی اپنی ملکیت ہو۔ لیکن شہری زمین محدود ہے اور ضروری ہے کہ اس سے پہلے کہ اس پر رہی رہائش گاہوں کی تعمیر کی جائے اسے شہری انفراسٹرکچر (شمول سڑکیں، فراہمی آب، نکاسی آب اور بجلی) کے ساتھ ڈویلپ کیا جائے۔ مکنوں کو دوسری شہری خدمات مثلاً علاج معالجے کی سہولیات، تعلیم، ہرٹرانسپورٹ اور شہری تحفظ تک رسائی حاصل ہو۔ یہ سب مل کر گھروں کی تعمیر کو نہایت مہنگا بنا دیتا ہے۔

حقیقت: تعمیر کی جانے والی رسمی رہائش گاہیں کافی نہیں ہیں

سرکاری شعبہ، نجی شعبہ اور سوسائٹی پہلے ہی گھروں کی تعمیر کے کام میں مصروف ہے۔ اس کے باوجود تمام شہری گھرانوں کیلئے موزوں اور سستی گھروں کی فراہمی بہت دور کا معاملہ ہے۔ بہت سے لوگ جو رسمی منڈی میں رہائش رکھنے کے متحمل نہیں ہو سکتے، اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ ان کے گھروں میں رہنے یا کرائے کے مکانوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔ شہری آبادی کا ایک بہت بڑا طبقہ۔۔۔ غریب۔۔۔ صرف غیر رسمی منڈی میں ہی گھر تعمیر کرنا، بنانا یا کرائے پر لینے کا متحمل ہو سکتا ہے۔ درحقیقت دنیا بھر کے شہروں میں غیر رسمی شعبہ اور خود شہری غریب ہی گھروں کا سب سے بڑا تعمیر کنندہ ہے۔

بنیادی مسائل: ایشیائی شہروں میں غربت اور رہائش کے مسائل ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں بلکہ یہ زمین کے حصول، سماجی برابری، اور قومی ترقی کے کہیں زیادہ گہرے بنیادی (Structural) مسائل کی علامات ہیں۔ اب زیادہ سے زیادہ حکومتوں کو احساس ہو رہا ہے



4 پالیسیاں جو ایشیائی شہروں میں رہائش کے مسئلے کو حل کرنے میں ناکام رہی ہیں

گذشتہ برسوں کے دوران ایشیا بھر کے شہروں میں مرکزی اور مقامی حکومتوں نے غریب شہریوں کو رہائش کے فراہمی کے مسئلے کو حل کرنے کیلئے ہر قسم کے پروگراموں اور پالیسیوں پر عمل درآمد کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان میں سے بہت سی پالیسیاں اور پروگرام بہت بری طرح سے ناکام رہی ہیں تاہم یہ ناکامی بعد میں کسی اور انتظامیہ یا کسی اور جگہ پر انہیں دوبارہ کوشش کیلئے ان پر نظر ثانی کرنے سے روک نہیں سکی۔ یہاں ہم ان میں سے چار اکثر دہرائی جانے والی اور غیر موثر پالیسیوں اور پروگراموں پر نظر دوڑاتے ہیں جن کا ہدف غریب شہریوں کو زندہ رہنے کیلئے موزوں جگہ فراہم کرنا ہے۔

1 غریبوں کو شہروں سے نکال باہر کرو:

بہت سی حکومتوں نے شہروں میں رہائش اور غربت کے مسائل سے نہروا زما ہونے کیلئے ضروری سمجھا کہ شہروں کو غریبوں سے پاک کر دیا جائے یا کم از کم انہیں شہروں سے نکال کر نہایت بری منصوبہ بندی سے بنائی گئی متبادل آبادیوں میں بسا دیا جائے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے شہر کاری کی مخالف پالیسیوں اور سبے دخلی کی مہمات کا سہارا لیتے ہوئے جن میں غریبوں کو غیر رسمی بستیوں سے نکال باہر کرنا، ان کے گھروں کو سہارا کر دینا اور انہیں ان کے دیہی علاقوں میں واپس جانے پر مجبور کرنا جیسے اقدامات اٹھائے۔ یہ پالیسیاں جو کبھی کبھار سفاکی کی حدود کو چھو لیتی ہیں دیہی شہری تارکین کو روکنے یا غیر رسمی بستیوں کی تعمیر کو محدود کرنے کے سلسلے میں ٹکسز کا نام ثابت ہوئی ہیں۔ یہ حکومتیں ممکن ہے کہ شہری غریبوں کی اپنی رہائشی ضروریات کیلئے تعمیر کردہ بستیوں کو تیار کرنے اور اس سرمائے کو فنانس کرنے میں کامیاب رہی ہوں جو ان غریبوں نے اپنے مکانات تعمیر کرنے پر صرف کیا تھا لیکن اس کے باوجود کئی آبادیاں پھر سے آباد ہو گئیں۔ لوگوں کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اپنی بقا کیلئے لوٹ آئیں۔ ان پالیسیوں کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ غربت میں اضافہ ہوا، غریب شہریوں کیلئے زندگی دشوار تر ہوئی اور طویل مصائب نے جنم لیا۔ انہیں جو متبادل طرز زندگی ملی وہ پہلے سے پست اور خطرات سے بھری ہوئی تھی۔ (ملاحظہ کیجئے کم آمدنی والے طبقے کیلئے رہائشی سہولیات کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 2)

رہنما کتابچہ 1: شہر کاری

غریبوں کیلئے رہائش فراہم کرنے کا بوجھ ریاست پر ڈال دو:

بہت سی حکومتیں شہری غریبوں کیلئے سرکاری شعبے میں رہائش گاہیں تعمیر کرتی ہیں۔ یہ پروگرام جن میں ریاست تعمیر کنندہ اور زمین کے مالک دونوں کا کردار ادا کرتی ہے، سب کا پورا پورا ہانگ کا ٹنگ جیسی جگہوں میں بہت کامیاب رہی ہیں۔ جہاں کچی آبادیوں کے مکیمنوں اور غیر قانونی بستوں میں رہنے والوں کو حکومت کے بنائے ہوئے رہائشی بلاکس میں منتقل کر دیا گیا۔ لیکن ایسے پروگراموں کو کسی دوسری جگہ دہرانا آسان نہیں ہے۔ ہانگ کا ٹنگ اور سبکا پور دونوں دولت مند شہری ریاستیں ہیں جن کی شہری آبادی نسبتاً کم اور دیہات کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ وہاں دیہی شہری تارکین کا مسئلہ بھی موجود نہیں تھا۔ دوسرے ملکوں میں سرکاری شعبے کی سستی رہائش گاہوں کی تعمیر کا منصوبہ چند سالوں بعد نہایت سنجیدہ معاشی مسائل کو جنم دینے کا باعث بنتا ہے کیونکہ سستے گھروں کی تعمیر کا مسئلہ اتنا بڑا ہے کہ تنہا حکومتوں کیلئے اس سے نمٹنا آسان نہیں ہے لہذا طلب کے مقابلے میں رسد جلد ہی تنگ کرنا پڑتا ہے۔ مزید زور تشریروں میں مختلف آمدنی کے گروپوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کیلئے سستی رہائش کا مسئلہ یکساں شدت کا حامل ہے۔ منڈی کی قوتوں نے متوسط آمدنی گروپ کے لوگوں کو اس قابل کر دیا ہے کہ وہ کم آمدنی والے لوگوں کیلئے بنائے جانے والے گھروں کو ہتھیالیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شہری غریب نارگٹ گروپ بیچارہ بے گھر کا بے گھر رہ جاتا ہے۔ جبکہ حکومتیں متوسط طبقے کے لوگوں کو امدادی رقوم سے تعمیر ہونے والے گھر فراہم کرنے میں مشغول ہو جاتی ہیں۔

غریبوں کیلئے رہائش فراہم کرنے کا بوجھ نجی شعبے پر ڈال دو:

کچھ سرکاری پالیسیاں شہری غریبوں کیلئے رہائشی سہولیات کی تعمیر کیلئے نجی شعبے کو ترغیب دیتی ہیں۔ نجی شعبے کی یہ ”ترغیباتی سکیمیں“ کئی طریقوں سے کام کرتی ہیں۔ کچھ ملکوں میں حکام نجی ڈویلپرز کو متوسط اور اعلیٰ آمدنی والے لوگوں کیلئے گھروں کی تعمیر کی اجازت دیتے ہیں اس صورت میں اگر ڈویلپر کم آمدنی والے لوگوں کیلئے طے شدہ کم قیمتوں یا کرائے پر ایک خاص تعداد میں مکانات تعمیر کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ عملاً ڈویلپرز نے اس حوالے سے فرار کے راستے اور قانون کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے طریقے تلاش کر لیے ہیں۔ لہذا کسی رہائشی سکیم میں کم آمدنی والے لوگوں کیلئے بہت کم سستے مکانات تعمیر ہو جاتے ہیں۔ چند دوسری حکومتوں نے ایسا حوالہ پیدا کیا ہے جس میں سستی رہائش کی تعمیر کے سلسلے میں نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں منظوری کیلئے کاغذی کارروائی کو تیز کیا جاتا ہے، تعمیراتی قرضوں کیلئے سود کی بہت کم شرح مقرر کی جاتی ہے اور پلاٹ سائز بہت کم رکھا جاتا ہے۔ ان اقدامات سے خیال کیا جاتا ہے کہ نجی شعبے کے ڈویلپرز سستے گھر تعمیر کریں گے اس کے باوجود منافع کمائیں گے۔ چونکہ اکثر ایسے رہائشی منصوبوں کا ہدف شہر کا غریب ترین طبقہ نہیں ہوتا لہذا اس کے نتیجے میں سرکاری شعبے کے امدادی رقوم سے تعمیر ہونے والے سستی رہائشی منصوبوں میں کبھی بھی منجملے متوسط طبقے کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے۔

مسئلے کی شدت کو نظر انداز کر دو:

دیگر متبادل منصوبوں یا نئے خیالات کی کمی کا مسئلہ درپیش ہو تو بہت سی حکومتیں شہریوں کی رہائش کے مسئلے سے آنکھیں بند کر لینے میں عافیت سمجھتی ہیں۔ اس طرح کے معاملے میں دیہی علاقوں میں دوبارہ آباد کاری یا امدادی رقوم والے سرکاری رہائشی منصوبوں میں دوبارہ آباد کاری کا رد ثابت نہیں ہوئی ہے جبکہ نجی شعبے نے بھی باقاعدہ آمدنی کے حامل کم آمدنی انکم گروپ کیلئے بہت محدود پیمانے پر رہائشی سہولتیں فراہم کی ہیں۔ چونکہ سرکاری میزوں پر ان کے علاوہ کوئی دیگر منصوبہ دھرا نہیں ہوتا لہذا فطری طور پر حکومتیں ایسی پالیسیاں اپنالیتی ہیں جن کے نتیجے میں کچی آبادیوں اور غیر قانونی بستوں میں مقیم شہریوں کو کم و بیش تنہا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ صرف یہ کیا جاتا ہے کہ جہاں پر حکومت کو کسی اور مقصد کیلئے زمین کی ضرورت ہو وہاں اسے خالی کر لیا جاتا ہے۔ کچھ حکومتیں ان میں سے پرانی اور منظم آبادیوں کیلئے محدود پیمانے پر خدمات مہیا کرتی ہیں۔ اگرچہ انفراسٹرکچر کی فراہمی کے نتیجے میں لوگوں میں اپنی زمین کے محفوظ ہونے کا احساس بڑھ جاتا ہے اور اس سے انہیں گھروں کی حالت زار بہتر بنانے کی ترغیب بھی ملتی ہے لیکن اس کے باوجود بے دخلی کا خطرہ بہر حال موجود رہتا ہے۔

مسائل سے کئی محاذوں پر عہدہ برا ہونا

کسی ایک حل پر انحصار کرنے کی بجائے جامع انداز میں سوچنا

بہر حال بہتر ہے

2

شہر میں نئے آنے والے غریب شہری گھرانوں کیلئے منصوبہ بندی کرنا نہ بھولنا

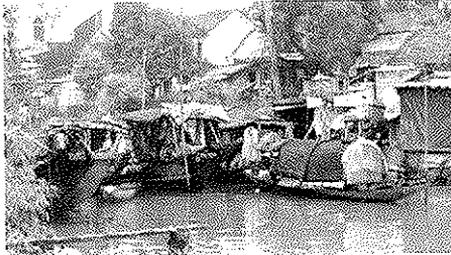
1

اہم یہ ہے کہ محض چند مضمووں پر مرکب پانے کی بجائے شہر کے رہائشی مسائل پر کئی طور پر توجہ دی جائے:

موجودہ آبادیوں کی حالت کو بہتر بنانے کے ساتھ نئے غریب شہری گھرانوں کیلئے پروگرام تشکیل دینا بھی ضروری ہے۔ غریب شہری آبادی ساکت و جامد نہیں ہے، یہ روزانہ کی بنیادوں پر گھلتی بڑھتی رہتی ہے۔ خیال رہے کہ تمام نئے آنے والوں کو بھی رہائشی سہولیات کی ضرورت ہوتی ہے۔ موجودہ غیر رسمی آبادیوں میں رہائش پذیر لوگ اور غیر رسمی شعبے کے چھوٹے ٹھیکیدار سے گھر تعمیر کرنے کے سلسلے میں سب سے زیادہ کارآمد ہیں۔ وہ نئے آنے والوں کیلئے رہائش گاہوں کی تعمیر کے سلسلے میں بنیادی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تاہم اس قسم کی اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی جانے والی رہائشی سہولیات ہر کہیں وجود میں نہیں آسکتیں۔ کوئی بھی نہیں اپنی ترقی اور زندگی میں آگے بڑھنے کیلئے غیر رسمی آبادیوں میں نہیں رہنا چاہتا۔ یہ ممکن ہے کہ اس قسم کی غریبوں اور غیر رسمی شعبے کی جانب سے اس قسم کی سستی اور اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی جانے والی رہائشی سہولیات کو منظم انداز میں آگے بڑھا جاوے۔ (ملاحظہ فرمائیے کم آمدنی والوں کیلئے رہائشی سہولیات کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 2)

رہائشی پالیسیوں سے چند یہاں وہاں کے لوگوں کی بجائے کئی آبادیوں اور غیر قانونی بستیوں میں قیام پذیر شہر کی بڑی آبادی کو مستفید ہونا چاہیے۔

”دلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے“ کی پالیسی سے جو جہاں ہے وہیں رہتا چلا جاتا ہے لیکن اس سے شہر میں رہائش پذیر ہر شخص کی مناسب اور محفوظ رہائش کے حق تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ ایسی پالیسیاں اور پروگرام تشکیل دینے کی ضرورت ہے جن کا مقصد بیک وقت بہت سے زادیوں سے رہائشی مسئلے کو حل کرنا ہو۔ کوئی ایک ترکیب بذات خود تمام مسائل کا جامع حل پیش نہیں کر سکتی۔ اس کا مطلب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو موجودہ آبادیوں کی مدت کو باقاعدہ بنانا اور ان کی حالت زار کو بہتر کرنا اور جہاں مدت کی باقاعدگی اور ان آبادیوں کی حالت میں بہتری کسی طور ممکن نہ ہوں تو کسی نئی موزوں جگہ پر رضا کارانہ طور پر اور شراکت کے احساس کے ساتھ دوبارہ آباد کاری کرنا۔ رہائشی پالیسیوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ حکومت، کم آمدنی کی حامل کمیونٹیوں، غیر سرکاری تنظیموں، سول سوسائٹی کی تنظیموں اور نجی شعبے کے درمیان شراکت داری کو اس طرح فروغ دیں کہ ہر ایک وہی کرے جو وہ سب سے بہتر کر سکتا ہے۔



غریبوں کیلئے رہائشی سہولیات کی فراہمی کو بڑے
پیمانے پر منصوبہ بندی کے عمل کا بنیادی جزو بنایا جائے

کم آمدنی کے حامل لوگوں کیلئے رہائشی سہولیات کی فراہمی اور شہری
منصوبہ بندی میں ربط کی موجودگی نہ صرف غریبوں بلکہ شہر بھر کیلئے
خوشخبری ہوگی

بہت سے لوگ اس بات پر مایوسی کا اظہار کرتے ہیں کہ ایشیائی
شہروں میں شہری منصوبہ بندی کی جگہ عارضی منصوبوں نے لی
ہے جو منصوبہ بندی کے کسی حقیقی عمل کی بجائے پیسے کی سیاست اور
مالی امداد مہیا کرنے والے اداروں کے مقاصد کی تکمیل کرتے
ہیں۔ یہ بھی ایک طے شدہ امر ہے کہ بہت سے ایشیائی شہروں میں
برے یا بھلے شہری منصوبوں پر عمل درآمد کرانے کیلئے مطلوبہ اہلیت یا
سیاسی قوت کا فقدان ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ شہروں اور قصبوں کی
ترقی کے عمل پر منڈی کی قوتیں غالب ہو جاتی ہیں۔ شہری غریب
جو کہ زمین اور ماؤسنگ کی منڈی کا روایتی طور پر سب سے کمزور
کردار ہے کو اس عمل سے نکال باہر کیا جاتا ہے یا اسے ان دور دراز
زمینوں کی جانب جانے پر مجبور کر دیا جاتا ہے جو آباد کاری کیلئے
موزوں نہیں ہوتیں۔ یا یوں بھی ہوتا ہے کہ انہیں روزگار کے مواقع
سے دور شہر کے نواحی علاقوں کی جانب دھکیل دیا جاتا ہے۔

اہم یہ ہے کہ مقامی حکومتیں اور شہری منصوبہ ساز منصوبہ بندی کے
عمل میں ہتھیار نہ ڈال دیں اور ان طے شدہ منصوبوں پر کام جاری
رکھیں جن کی وجہ سے غریب شہری کو مناسب رہائش اور بنیادی
شہری انفراسٹرکچر اور خدمات تک رسائی کے حق کا احساس
ہو سکے۔ اس کیلئے بہترین راستہ یہ ہے کہ رہائشی مقاصد کیلئے عمومی
طور پر اور غریب شہریوں کیلئے خصوصی طور پر زمین مختص کی جائے۔



3 خیال رکھا جائے کہ بہت سے غریب شہری گھرانوں
کیلئے کرائے کے مکانات کی فراہمی مفید آپشن ہے

پالیسی ساز کرائے کے گھروں کی تعمیر پر جو بہت سے غریبوں کیلئے
قابل دسترس ہیں عموماً بہت کم توجہ صرف کرتے ہیں
کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ غیر رسمی آبادیوں میں غریبوں کیلئے دستیاب
کرائے کے کمرے اور گھر خستہ حال، خاصے مہنگے اور ان کے
اتحصاں کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ تاہم بہت سے غریب گھرانے ان
مسائل سے آگاہ ہونے کے باوجود کچی آبادیوں میں اپنے گھر
تعمیر کرنے کی بجائے کرائے پر رہنا پسند کرتے ہیں۔ وہ زیادہ
تر پہلے سے موجود کچی آبادیوں میں پلاٹ یا مکان خریدنے یا خود
اپنا مکان تعمیر کرنے کیلئے درکار رقم کا کہیں سے انتظام کرنے یا
اپنے وسائل استعمال کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ ان میں سے
کچھ اپنے آپ کو نقل و حرکت کیلئے آزاد رکھنا پسند کرتے ہیں تاکہ
روزگار کے مواقع میں تبدیلی کے ساتھ ہی اپنی رہائش بھی تبدیلی
کر سکیں۔ یہ خاص طور پر اس وقت ہوتا ہے جب گھرانے کا
سربراہ اور کفیل بے قاعدہ مزدوری یا عارضی ملازمت کرتا ہو۔ کچھ
ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنی آمدنی میں سے دیگر ضروریات پر
اور لوگ شہروں میں محدود مدت کیلئے رہائش پذیر ہوتے ہیں اور
صرف کرنے کیلئے یا اپنے گاؤں میں ذاتی مکان تعمیر کرنے کیلئے
زیادہ سے زیادہ رقم بچا سکیں۔ حکومتی پالیسیوں میں اس بات کا
خیال رکھا جانا ضروری ہے کہ ان کیلئے کرائے کے سستے گھروں کی
مناسب فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ (ملاحظہ فرمائیے کم آمدنی
والوں کیلئے رہائشی سہولیات کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 2)



رہائش کاری کیلئے 7 حکمت عملیاں جو غریبوں کو با اختیار بناتی ہیں

حکومت برطانیہ، 1: تعمیراتی شراکت داری پر توجہ مبذول کرنا

اچھی مقدار اور زیادہ وراثی میں کم آمدنی کی حامل شہری رہائش کاری کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے شراکت داری لازمی ہے۔ یہ کام اس قدر بڑا ہے کہ کوئی بھی ایک فریق چاہے وہ خود شہری غریب ہوں، حکومتیں ہوں یا نجی شعبہ ہو اپنے طور پر تنہا اس کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا۔ تاہم اگر ان فریقین کی شراکت داری کو موثر بنانا ہو تو اس میں شہری غریبوں کی تنظیموں کی حیثیت مرکزی حصہ دار کی ہونی چاہیے۔ اور جیسا کہ شراکت داریوں میں ہوتا ہے، اس بات کو اہمیت دی جائے کہ جس کا کام اسی کو جھے کے مطابق ہر فریق جو کام کرنے کی بہتر اہلیت رکھتا ہے اسے وہی کام کرنے دیا جائے۔

☆ حکومت، غریب کمیونٹیوں کی مطلوبہ زمین کے حصول کے سلسلے میں مختلف طریقوں سے مددگار ثابت ہو سکتی ہے (جن کی شہری زمین کی منڈی میں حیثیت ہمیشہ کمزور کردار کی رہی ہے)۔ وہ اپنے شہری منصوبوں میں کم آمدنی والے لوگوں کی رہائشی ضروریات کیلئے زمین وقف کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ زمین کی ملکیت رکھنے والے اداروں یا افراد اور غریب قابضین کے درمیان زمین کی شراکت (Land Sharing)، زمین کی اجتماعی حصہ داری (Land Pooling) اور زمین کی ری ایڈجسٹمنٹ (Land Readjustment) کے سلسلے میں کسی باوقار حل تک پہنچنے کیلئے ثالثی کا کردار ادا کر سکتی ہے (ملاحظہ فرمائیے زمین کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 3)۔ حکومتوں کو کمیونٹیوں کے اقدامات میں روڑے اٹکائے بغیر ہر ممکن حد تک مداخلت سے گریز کرتے ہوئے غریبوں کی ذاتی رہائش کے عمل کی نگرانی کرنی چاہیے۔ شہری متوسط طبقے کو ان زمینوں پر قبضہ کرنے سے باز رکھنے کیلئے حکومتیں شہری زمین کی مدت کی مختلف شکلوں مثلاً زمین کا اجتماعی حق ملکیت یا زمین کی اجتماعی لیز کو متعارف کر سکتی ہیں۔

☆ غریب کمیونٹیاں، اجتماعی طور پر بچتیں کر سکتی ہیں، اپنی آبادیوں اور برتیبوں کی حالت بہتر بنانے کیلئے خود اپنے منصوبے تشکیل دے سکتی ہیں اور تعمیرات اور بحالی و تعمیر نو (Upgradation) کے عمل پر کنٹرول حاصل کرنے کیلئے ان منصوبوں پر عمل درآمد کر سکتی ہیں۔ وہ کمیونٹی کی مضبوط تنظیمیں بھی تشکیل دے سکتی ہیں جو غربت میں کمی کے طویل مدتی عمل میں اپنے ارکان کے مستقبل کی ضروریات کا انتظام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں (ملاحظہ فرمائیے کمیونٹی کی تنظیموں کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 6)۔

غیر سرکاری تنظیمیں (غیر سرکاری تنظیمیں)، غریب کمیونٹیوں کو مضبوط اور اجتماعی تنظیموں میں منظم ہونے کے سلسلے میں ان کی مدد کر سکتی ہیں اور ان میں قیادت، اجتماعی فیصلہ سازی کی قوت اور مالی نظم و ضبط کو پیدا کر سکتی ہیں جو ایک گروپ کی حیثیت سے ان کیلئے کافی رہائشی ضروریات کی تکمیل اور آبادیوں کی حالت بہتر بنانے کیلئے ضروری ہیں۔ یہ وہ کام ہے جو گھرانوں کیلئے ذاتی طور پر کرنا ممکن نہیں ہے۔

نئی شعبہ، برسر زمین زمین کی شراکت کے معاہدوں کے بارے میں گفت و شنید کر سکتا ہے یا غیر قانونی قابضین سے ان کی زمینوں سے بے دخلی کی بجائے لوگوں کی کم پیسوں میں کسی دوسری جگہ بحالی کیلئے باہمی رضامندی سے معاہدہ کر سکتا ہے۔ ایشیائی شہروں میں بہت سی ایسی مثالیں ہیں جن میں مالکان نے تجارتی استعمال کیلئے نئی زمین کو واگدار کرانے کیلئے ایسے ہی باہمی رضامندی کے معاہدے کیے اور بعد میں اسے تجارتی بنیادوں پر تعمیر کر کے بہت اچھا منافع کمایا جبکہ ناجائز قابضین کو اس کے بدلے میں ایک مناسب اور محفوظ رہائش فراہم کی گئی (ملاحظہ کیجئے بے دخلی کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 4)

شراکت داری کے ذریعے بنیادی خدمات

غریب کمیونٹیوں میں بنیادی انفراسٹرکچر کی فراہمی کی ذمہ داری میں حکومت، کمیونٹی اور انفرادی طور پر گھرانے شراکت دار بن سکتے ہیں جبکہ خارجی انفراسٹرکچر بنانے کا ذمہ دار مقامی حکومتوں کو ہونا چاہیے۔ اگر غریب کمیونٹی کے ارکان اگر منظم ہوں اور انہیں مناسب سادہ سی تربیت فراہم کی جائے وہ اپنی آبادی کی داخلی سڑکوں، نکاسی آب کی سہولتوں، فراہمی آب اور بجلی کے نظام کو بڑھانے، تعمیر کرنے اور



ان کی دیکھ بھال کرنے کے سلسلے میں نہایت مستعد اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ مکانوں کیلئے مخصوص پلانوں پر مکانوں کی تعمیر اور انفراسٹرکچر کی فراہمی کا انتظام انفرادی گھرانے اپنے اپنے طور پر یا کمیونٹی کی سطح پر اجتماعی طور پر کر سکتے ہیں۔ بلڈنگ کے مروجہ قواعد و ضوابط اور عمارتی ٹیکنالوجی کا استعمال لوگوں کے وسائل کی دستیابی کی شرط پر اس طرح ہو کہ گھروں اور انفراسٹرکچر کی تعمیر کے عمل میں تیزی آئے (ملاحظہ فرمائیے کم آمدنی والوں کیلئے رہائشی سہولیات کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 2)

کمیونٹی کی بچتیں اور قرضے

چونکہ گھر بنانا ہر کسی کیلئے مہنگا سودا ہے جبکہ غریب کی دسترس سے بہت دور ہے لہذا عام طور پر اس کیلئے بچت کرنے اور قرض لینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ زیادہ تر غریب شہری ٹینکوں سے تعمیراتی قرضے لینے کا تصور تک نہیں کر سکتے۔ کمیونٹی کی سطح کے بہت سے ادارے اور غیر سرکاری تنظیمیں کمیونٹی کی بچتوں اور کریڈٹ گروپوں کو منظم کرتی ہیں۔ اجتماعی طور پر بچت کرنا اور قرض لینا انفرادی گھرانوں اور بحیثیت مجموعی کمیونٹی دونوں کیلئے سود مند ہے۔ کمیونٹی بچتوں کیلئے ذریعے مالی نظم و ضبط کی صلاحیتوں کو ترقی دیتی ہے۔ یہ صلاحیتیں کمیونٹی کی ترقی کے بڑے منصوبوں کی تکمیل کیلئے نہایت ضروری ہیں۔ بچتیں اور کریڈٹ گروپوں میں اجتماعی بچتوں یا ان اداروں سے جن سے

بچت گروپ منسلک ہوں فنڈ ملنے کی وجہ سے غریبوں کو گھروں کی تزئین و آرائش کیلئے چھوٹے قرضوں تک رسائی بھی ممکن ہو جاتی ہے۔ ایسے طریقوں سے بچت گروپ کمیونٹی کی مزید ترقی کیلئے فیصلہ ساز گروپ تشکیل دے سکتے ہیں (کمیونٹی کی سطح پر بچتوں اور قرضوں کے حصول کی حکمت عملی کے بارے میں تفصیلی مصومات کیلئے ملاحظہ کیجئے رہائشی مالیات کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 3 اور کمیونٹی کی تنظیموں کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 6)۔



بشمول بند 4: کمیونٹیاں سارے عمل کی قیادت کرتی ہیں

غریب لوگوں کے پاس انفرادی حیثیت میں کوئی طاقت نہیں ہوتی۔ وہ صرف اس وقت اجتماعی تجربہ، طاقت اور اپنے مطالبات کے حق میں مذاکرات کیلئے ایک مضبوط اکائی کی حیثیت اختیار کرتے ہیں جب وہ کمیونٹی کی تنظیموں اور شہری و ملکی سطح پر بڑے نیٹ ورک اور غریب کمیونٹیوں کے وفاق کی صورت میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑتے ہیں۔ کمیونٹی کی تنظیموں کے بغیر وہ ہمیشہ اپنی ضروریات کے بارے میں دوسروں کے خیالات عالیہ کے رحم و کرم پر پڑے رہتے ہیں۔ جب غریب شہری کمیونٹی کی تنظیموں میں منظم ہوتے ہیں تو وہ آبادی میں بسنے والے تمام گھرانوں کی بھلائی کو یقینی بنانے والے راستوں پر چلتے ہوئے بہت موثر اور جاندار طریقے سے اپنے گھروں اور آبادیوں کی حالت میں بہتری لانے کے قابل ہو جاتے ہیں (ملاحظہ کیجئے کمیونٹی کی تنظیموں کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 6)

بشمول بند 5: قواعد و ضوابط میں نرمی لانا

عمارتی قواعد و ضوابط اور طریقہ کار کو غریبوں کے رہائشی مسائل کے حل کی کوششوں میں رکاوٹ بننے کی بجائے مددگار ہونا چاہیے۔ اکثر و بیشتر مقامی منصوبہ بندی کے بائی لاز، عمارتی ضابطے اور اجازت حاصل کرنے کیلئے درکار طریقہ کار غریب شہریوں کے غیر رسمی مکانات تعمیر کرنے کے نظام کی بجائے متوسط طبقے کے گھرانوں کیلئے رسمی رہائشی سہولیات فراہم کرنے والے نجی شعبہ کے ٹھیکیداروں کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بنائے جاتے ہیں۔ اگر حکومتیں سنجیدگی سے غریبوں کیلئے اپنے رہائشی مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں سازگار ماحول پیدا کرنا چاہتی ہیں تو نہایت ضروری ہے کہ وہ ان قواعد و ضوابط پر نظر ثانی کرتے ہوئے انہیں نرم کریں اور غریبوں کیلئے زیادہ لچک دار اور دوستانہ بنا سکیں ((ملاحظہ فرمائیے کم آمدنی والوں کیلئے رہائشی سہولیات کے بارے میں رہنما کتابچہ نمبر 2))۔

بشمول بند 6: برسر زمین حقائق کے مطابق کام کرنا

مرکزیت کے حامل گورنمنٹس کے ڈھانچے کے ساتھ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ شہروں اور قصبوں میں درپیش معاملات کے بارے میں فیصلہ سازی کا اختیار وہاں رہنے اور کام کرنے والے لوگوں کے پاس نہیں بلکہ دور دراز انتظامی ادارہ حکومتوں میں بیٹھے ہوئے حکومتی وزرا یا سرکاری حکمتوں کے پاس ہوتا ہے جنہوں نے ایسے ایجنڈے بنا رکھے ہوتے ہیں جو اکثر ان شہروں اور قصبوں کی مقامی ضروریات اور آرزوؤں کے برعکس ہوتے ہیں۔ اسی لیے گزشتہ چند دہائیوں میں بہت سے ایشیائی ملکوں کے لامرکزیت کے لامرکزیت سے متعلق پروگراموں میں فیصلہ سازی، زمین پر کنٹرول اور بجٹ کے امور کی لامرکزیت سرفہرست رہی ہے۔ لامرکزیت کا ایک اہم جزو کسی شہر کے مسائل، آبادی، ضروریات اور آرزوؤں کے بارے میں مقامی سطح پر معلومات کے حصول کو فروغ دینا ہے۔ قومی حکومتوں کیلئے زیادہ ضروری ہے کہ اس قسم کی مقامی، شہری سطح کی معلومات کے نظام کی ترقی کی اور انہیں ترقیاتی عمل میں شامل کرنے کو یقینی بنانے کیلئے متعلقہ شہر سے تعلق رکھنے والے مقامی حکام اور مقامی فریقین کے ساتھ مل کر کام کریں۔ اس کا مطلب ہے کہ منصوبہ بندی، مذاکرات اور متعلقہ شہر میں ترقی کے عمل کی نگرانی کیلئے، خاص طور پر یہ جاننے کیلئے کہ کیسے ترقی کا عمل شہریوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہو رہا ہے، زیادہ بہتر، جامع اور برسر زمین حقائق پر مبنی معلومات۔ یہ بات غریبوں کیلئے خاص طور پر اہمیت کی حامل ہے جن کے رہائشی مسائل پلاننگ اور اس پلاننگ کیلئے درکار معلومات میں سے اکثر غائب ہوتے ہیں۔

رہنما کتابچہ 1: شہر کاری

حکومت و سٹی: مذاکرات کیلئے گنجائش پیدا کرنا:

آج ایشیائی شہروں میں رونما ہونے والی بڑی بڑی تبدیلیاں رکی اور اتفاق رائے سے بننے والے ترقیاتی منصوبوں کے تحت ہونے کی بجائے اراضی کی سیاست، نجی شعبے کی سرمایہ کاری اور غیر ملکی مالی امداد سے چلنے والے عظیم منصوبوں کی ایڈہاک ملی بھگت کے تحت ہو رہی ہوتی ہیں۔ اس تناظر میں ایسے فورم کی تشکیل اور ایسی طرز فکر ناگزیر ہو چکی ہے جو مکالمے کو فروغ دے اور مختلف فریقین کے درمیان اتفاق رائے پیدا کر سکے۔ ایسی طرز فکر میں شہری کی ترقیاتی حکمت عملیاں شہریوں کے فورم اور شہریوں کی مشاورت شامل ہیں۔ مختلف طرز فکر کی مشترک مرکزی خصوصیات یہ ہیں کہ یہ تحقیق، گفتگو، منصوبہ بندی اور عمل درآمد کے مختلف فریقین پر مشتمل اور جامع عمل پر منحصر ہوتی ہیں۔ ایسے مکالموں کی ابتدا قومی یا مقامی حکومتیں کر سکتی ہیں جیسا کہ وہ اکثر شہری ترقیاتی حکمت عملیاں اور شہری مشاورت کے عمل میں مشغول رہتی ہیں یا ان کی ابتدا سول سوسائٹی کی تنظیمیں مثلاً اربن ریورس سنٹر کر سکتی ہیں۔

کراچی، پاکستان میں اربن ریورس سنٹر

کراچی میں قائم اربن ریورس سنٹر (URC) گزشتہ دو دو بائیسوں سے ایک ایسا ماحول فراہم کرنے کے سلسلے میں کام کر رہا ہے جس میں تمام فریقین باہم مل کر منصوبہ بندی کے بارے میں فیصلوں کے حوالے سے مکالمہ کر سکیں جو شہری کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ شہری ترقی کو جمہوری خطوط پر استوار کرنے اور بڑے فیصلوں پر سیاستدانوں، ڈویلپرز اور بین الاقوامی ایجنسیوں کی روایتی اجارہ داری ختم کرنے کا راستہ ہے جس کا مقصد کراچی کو زیادہ عادلانہ، شفاف اور منصفانہ طور پر چلانے کا راستہ بنانا ہے۔

زیادہ تر ایشیائی شہروں میں شہر کے ترقیاتی منصوبے سیاستدانوں، سرکاری افسروں، ڈویلپرز اور بین الاقوامی ایجنسیوں اور کنسلٹنٹس پر مشتمل ایک طاقتور اشتراک تشکیل دیتا ہے۔ کمیونیاں، شہریوں کے گروپ اور مفاداتی گروپ جو اکثر ان منصوبوں کے شکار ہوتے ہیں، سے خود ان کے بارے میں کبھی رائے لینے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی۔ شفافیت اور شراکت کی عدم موجودگی کی وجہ سے بدعنوانی، منصوبہ بندی کے عمل کا لازمی حصہ بن چکی ہے۔

تاہم جب منصوبے مختلف مفاداتی گروپوں کی مشاورت کے نتیجے میں جوان پر عمل درآمد کے کام کی نگرانی بھی کرتے ہیں بن کر سامنے آتے ہیں، وہ تقریباً ہمیشہ بہتر، زیادہ حساس، زیادہ موزوں اور برسر زمین حقائق کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اور جب بھی کمیونٹیوں کی جانب سے کیے جانے والے احتجاج یا پیش کی جانے والی تجاویز کو حکومتی منصوبوں، پیشہ ورانہ مشورے اور زیادہ بہتر متبادل کے بارے میں ٹھوس آگہی کی معاونت حاصل ہوتی ہے، انہیں ہمیشہ سنجیدگی سے لیا جاتا ہے اور کمیونٹیوں کی سفارشات کو منصوبوں میں شامل کرنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اس قسم کا مکالمہ اور شراکت کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟

رہنما کتابچہ 1: شہر کاری

رہنما کتابچہ 1: شہر کاری

- Anzorena, Eduardo Jorge S.J., 1996 (2nd edition), Housing the Poor: The Asian Experience, Pagtambayayong Foundation, Cebu, Philippines.
- Anzorena, Eduardo Jorge S.J., with Fernandez Francesco L., 2004, Housing the Poor in the New Millennium, Pagtambayayong Foundation, Cebu, Philippines.
- Asian Coalition for Housing Rights, 2005, Understanding Asian Cities, A Synthesis of the Findings from Eight Case Study Cities.
- Bombay Fir, 2003, The City; Land use and Housing in Mumbai, Volume 1, Series 4.
- Breman, J., 1996, Footloose Labour; Working in India's Informal Economy, Cambridge University Press, Cambridge.
- Horody, Jorge E., Cairncross, Sandy and Satterthwaite, David (eds.), Environmental Problems in an Urbanizing World, Earthscan Publications, London.
- International Institute for Environment (IIED), April 2003, Rural-Urban Transformations, Environment and Urbanization, London, UK. No.15, No.1.
- International Labour Organization (ILO) Regional Office for Asia and the Pacific, The informal sector, http://www.ilo.org/public/english/region/asro/bangkok/feature/in_f_sect.htm
- Jack, Malcolm, 2006, Urbanization, Sustainable Growth and Poverty Reduction in Asia, IDS Bulletin, Volume 27, Number 3, May.
- Lloyd, Peter, 1976, Slums of Hope? Shanty Towns of the Third World, Manchester University Press.
- Mehta, Dinesh, 2000, The Urbanization of Poverty, Habitat Debate, Volume 6, Number 4, Nairobi.
- Payne, Geoffrey, 1977, Urban Housing in the Third World, Leonard Hill, London.
- Satterthwaite, D., September 2007, The Transition to a Predominantly Urban World and its Underpinnings, Human Settlements Discussion Paper Series Urban Dchange-4, IIED.
- Sen, Amartya, 2000, Development as Freedom, Oxford University Press, Oxford and New York.
- Sharma, Kalpana, 2000, Rediscovering Dharavi; Stories from Asia's Largest Slum, Penguin, London and New York.
- UK Department for International Development (DFID), April 2001, Meeting the Challenge of Poverty in Urban Areas.
- United Nations Department of Economic and Social Affairs, Population Division, 2004, World Urbanization Prospects, United Nations, 2003, Revision, New York.
- United Nations Department of Economic and Social Affairs, Population Division, 2006, World Urbanization Prospects, United Nations, 2005, Revision, New York.
- UNESCAP, 1996, Living in Asian Cities: The impending crisis, causes, consequences and

alternatives for the future. Report of the Second Asia-Pacific Urban Forum, United Nations, New York.

UNESCAP. 2001, Reducing disparities, Balanced development of urban and rural areas and regional within the countries of Asia and the Pacific, United Nations.

UN-HABITAT, 2003, The Challenge of Slums: Global Report on Human Settlements 2003, Earthscan, London and Sterling, VA.

UN-HABITAT, 2003, Slums of the World: The face of urban poverty in the new millennium? Working Paper, Nairobi.

UN-HABITAT, 2001, Tools to Support Participatory Urban Decision Making, Urban Governance Toolkit Series, Nairobi.

UN-HABITAT, 2006, State of the World's Cities Report: 2006-2007. Earthscan, London and Sterling, VA.

UN-HABITAT, 2004, Relationship Between Sustainable Development, Urbanization and Slums, Think Piece, unpublished.

Vliet, W.V. (ed), 1998, Encyclopedia of Housing, Sage Publications, Inc.

World Bank, 1993, Housing enabling markets to work, A World Bank Policy Paper.

ویب سائٹس

Asian Coalition for Housing Rights (ACHR). www.achr.net

Centre on Housing Rights and Evictions (COHRE). www.cohre.org

Community Organizations Development Institute (CODI), Thailand. www.codi.or.th

Environment and Urbanization, the journal of the international Institute for Environment and Development (IIED), London, U.K. All issues of this journal can be downloaded from the Sage Publication's website. <http://sagepub.com>

Orangi Pilot Project, Karachi, Pakistan. www.oppinstitutions.org

Slum-dwellers International (SDI). www.sdi.net

Urban Resource Centre (URC), Karachi, Pakistan. www.urckarachi.org

United Nations Economic and Social Commission for Asia and the Pacific (UNESCAP) <http://www.unescap.org>

Housing the Urban Poor: A project of the United Nations Economic and Social Commission for Asia and the Pacific (UNESCAP). www.housing-the-urban-poor.net

United Nations Human Settlements Programme (UN-HABITAT). www.un-habitat.org

اہم ویب سائٹس کی چارٹیڈ لسٹ: ویب سائٹس کی جامع فہرست کیلئے جس سے اس رہنما کتابچے سیریز میں زیر بحث آنے والے موضوعات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں، براہ کرم ہاؤسنگ دی آرین پور ویب سائٹ، اور "Organizations Database" کے لنکس کو ملاحظہ کیجئے۔ www.housing-the-poor.net



ایشیا اور پیسٹک کے علاقوں میں تیز رفتار شہر کاری (Urbanization) اور اقتصادی ترقی کا نتیجہ شہری غریب آبادی کی اسے علاقوں سے بہت بڑی تعداد میں نقل مکانی کی صورت میں نکلا ہے۔ زیادہ تر صورتوں میں انہیں روزگار اور معاشی ترقی کے مواقع کے مراکز سے دور اجنبی علاقوں کی خاک چھانٹنا پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ ایشیا اور پیسٹک کے خطوں میں 500 ملین سے زیادہ لوگ اس وقت بھی آبادیوں اور غیر قانونی بستوں میں مقیم ہیں اور ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

ایشیائی ملکوں میں مقامی حکومتوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ 2020 تک کچی آبادیوں میں رہنے والوں کی حالت زار میں واضح بہتری کی غرض سے ”پڑا یہ ترقی کے اہداف“ کو حاصل کرنے کیلئے شدید شہدائیت کے حامل پہلے قدم کے طور پر شہری غریب آبادی کے رہائشی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کی حکمت عملی بنائیں۔ ان رہنما کتابچوں کی اشاعت کا مقصد مقامی اور ملکی سطح پر موجود پالیسی سازوں کی شہروں میں غربت کم کرنے کے وسیع تر عمل کی حدود میں رہتے ہوئے غریب دوست رہائشی بھولیات کی فراہمی اور شہری ترقی کیلئے سوچ بوجھ میں اضافہ کرنا ہے۔

رہنما کتابچے نہایت آسان اسلوب میں پیش کیے جا رہے ہیں اور ان میں درج ذیل رہائشی بھولیوں سے متعلقہ درج ذیل معاملات کے حوالے سے اس تجربے والے رجحانات، حالات، تصورات، پالیسیوں، ذرائع اور سفارشات کا مجموعی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

- (۱) شہر کاری: شہری ترقی میں غریب آبادی کا کردار۔ (۲) کم آمدنی کی آبادی کیلئے رہائش کاری: غریب شہری آبادی کو مناسب رہائش کی فراہمی میں مدد دینے کے طریقے۔ (۳) زمین: غریب شہری آبادی کو رہائشی بھولیات کی فراہمی میں ایک بنیادی عنصر۔ (۴) نقل مکانی: غریب شہری آبادی کی مکمل تہائی سے نیچے کا متبادل راستہ۔ (۵) رہائشی بھولیات کی فراہمی کیلئے درکار سرمائے: غریبوں کو مکانات کی تعمیر کیلئے درکار سرمائے کے حصول میں مدد دینے کے طریقے۔ (۶) شہری تنظیمیں: غریب بطور ترقی کا سفیر۔ (۷) کرائے کی رہائش: غریبوں کیلئے سب سے زیادہ نظر انداز کیے جانے والے رہائش کے مسئلے کا متبادل حل۔

زیر نظر رہنما کتابچہ نمبر 1 ایشیا میں شہر کاری کے چند موجودہ رجحانات بشمول دیہی شہری نقل مکانی، شہر کاری، غربت اور شہر کاری کے تناظر میں رسمی اور غیر رسمی رہائش کاری کی حالت زار کا جائزہ پیش کرتا ہے۔ کتابچہ رہائش کاری اور زمین کی پالیسیوں اور پروگراموں کا تجزیہ بھی پیش کرتا ہے اور ان میں سے آجکل سب سے زیادہ موثر پالیسیوں اور پروگراموں کو نمایاں کرتا ہے۔

مزید معلومات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں: www.housing-the-urban-poor.net

United Nations Human Settlements
Programme (UN-HABITAT)
P.O.Box 30030 GPO 00100
Nairobi, Kenya
Fax: (254-20) 623092 (TCBB Office)
E-mail: tcbb_un-habitat.org
Web site: www.un-habitat.org

United Nations Economic and Social Commission
for Asia and the Pacific (UNESCAP)
Rajdamnern Nok Avenue
Bangkok 10200, Thailand
Fax: (66-2) 288 1056 1097
Email: escap-prs_un.org
Web site: www.unescap.org